

رست و سیر

حسب ایل نبر ۲۴۵

مجلس کز یزدانی در صلابت و کبریا

شمس الاسلام  
ماہنامہ

بھیر (مغربی پاکستان)

بابت ماہ جولائی و اگست ۱۹۶۰ء

۱۰

چند سالہ  
فی پرچہ ۴

# شمس الاسلام

ماہنامہ

مدیر سول بہ غلام حسین

ہر انگریزی ماہ کی پانچ  
تاریخ کو  
شائع ہوتا ہے

جلد ۳۱ | بابت ماہ اگست و ستمبر ۱۹۶۰ء بمطابق صفر المظفر ۱۳۸۰ھ | شمارہ ۹۸

## فہرست مضامین

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون	نمبر شمار
۳	(ادارہ)	بزم الفار	۱
۴	حقیرات خواجہ نعیم الدین چراغ دہلوی مدظلہ	ملفوظات	۲
۵	جناب تاج محمد کریم الدین صاحب زینم	مدینہ منورہ کی یاد میں (نعت)	۳
۶	(ادارہ)	دینی مدارس کی سرپرست پرورث	۴
۹	مولانا سعید احمد صاحب مرقی مرحوم	قرآن و حدیث	۵
۱۲	(راخوڈ)	طالع آفتاب نبوت	۶
۲۵	مولانا عبد الوہاب صاحب عذلیب	اسوہ حسنہ	۷

دائرہ میں سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی علامت ہے آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ دی۔ پی آر سالانہ ہوگا جس کے زائد اخراجات سے  
نیچے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ مینی آرڈر بھیجیں خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیوں۔ خدا را دی۔ پی واپس کر  
کے ایک اسلامی ادارہ کو نقصان نہ پہنچائیں خط و کتابت کرتے وقت خریداری منبر کا حال ضروری دیوں۔ (میجر)

باہتمام تمام حسین ایڈیٹر ریزہ پبلشر شانی پریس سرگودھا میں چھپ کر دفتر مجیدہ شمس الاسلام جامع مسجد بھیرہ سے شائع ہوا۔

# نظم انصار

## کوائف کارکردگی خراب الانصار بحیر

شعبہ تعلیم { دارالعلوم عزیز نیہ میں درس و تدریس جاری ہے اس تہذہ کرام نہایت محنت و تندرہی سے مصروف تعلیم ہیں۔

شعبہ حفظ قرآن { اس شعبہ میں حافظ غلام الدین صاحب بڑے پھول کو حفظ قرآن مجید کر رہے ہیں اور چھوٹے پھول کا علیحدہ درس حافظ اللہ دین صاحب کی سرپرستی میں جاری ہے۔ ہر دو حفاظ دن رات محنت کر کے پھول کو حفظ کرنے میں مصروف ہیں۔

شعبہ تبلیغ { شعبہ تبلیغ میں مولانا محمد عظیم صاحب بدست مختلف مقامات پر پیغام حق پہنچایا۔

تعمیر جامع مسجد { جامع مسجد میں دفن کرنے کی جگہ غسل خانے اور مہارت خانے پرانے ہونے کی وجہ سے ناقابل استہا ہوتے جا رہے تھے اب ان کی تعمیر از سر نو شروع ہو چکی ہے دفن کی جگہ پر نیا بزمہ نئی نالیاں نئی لڑکیاں لگنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد غسل خانے اور مہارت خانوں کی تعمیر شروع ہوگی۔

ماتوفی اللہ سر دست پچن بوری سینٹ اور سر نالیاں وغیرہ سارے آٹھ صدر دیے کی خریدگی گئی ہیں

ملک سیریا { سیلاب کے بعد اکثر طلباء دارالعلوم میں ملیر یا میں مبتلا ہیں۔ تارکین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ کریم جل جلالہ و عظم نالہ ان مہمان رسول مدنی کو شفا بخشے۔

# ملفوظات

حضرت خواجہ نعیم الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن شریف کی تلاوت کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا جب تہذیبی کا شرف حاصل ہوا اس وقت اہل ملک بھی حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! قرآن شریف کی تلاوت کو تمام عبادتوں سے افضل اور بہتر ہے دنیا اور آخرت اور جو کچھ ان میں ہے سب سے بہتر قرآنی تلاوت ہے جب صورت یہ ہے تو انسان کو ایسی نعمت سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور اپنے تئیں محرم نہیں رکھنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ میں نے حجۃ الاسلام میں لکھا دیکھا ہے کہ جس دل میں قرآن شریف آتا ہے وہ گناہ اور عرص سے پاک ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت میں دو ٹکڑے ہیں ایک خط ختم لینے آنکھ کی دشمنائی کبھی کم نہیں ہوتی اور نہ آنکھ دور کرتی ہے دوسرے ہرقت کی تلاوت سے ہزار سالہ عبادت کا ثواب اعمال نامے میں لکھا جاتا ہے۔ اور اسی قدر بدیاں دور کی جاتی ہیں۔

پھر فرمایا کہ مصباح الارواح میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب حافظ قرآن فوت ہو جاتا ہے تو اس کی جان نوزی قندیل میں ڈال کر ہزار بار اللہ تعالیٰ کو قربانیاں دیں گے نصیب کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ حافظ قرآن قیامت کے دن دامن و قدتنا بہشت میں جائیں گے اور ہر ایک کو الگ الگ تہی ہوگی چنانچہ کہتے ہیں کہ قیامت کے اقامت انبیاء اور اولیاء کو بجا کر تہی ہوگی میں نے عرض کی کہ اگر یاد نہ ہو سکے تو دیکھ کر ٹپھنے کی بابت کیا حکم ہے فرمایا۔ اچھا ہے اس میں آنکھوں کو بھی حائل ہوتا ہے اور ہر حرف کے بدلے سو سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے دلیل الالکین میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ مجھے حفظ نصیب ہو تو اُسے سورہ یوسف ہمیشہ پڑھنی چاہئے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے حفظ اس کے نصیب کرتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام شیخ محسن الحق والشرع والدین قدس سرہ العزیز سے منقول ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ ابو یوسف حنفی رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید حفظ تھا۔ اس دھیرے سے متر و غطر رہتے تھے ایک رات خواب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہیں کب مل رہے ہو عرض کی کہ قرآن مجید حفظ کرنے کی خاطر فرمایا۔ سورہ یوسف پڑھا کرو۔ انشاء اللہ حفظ ہو جائے گا اور آخری عمر میں ہر روز پانچ مرتبہ قرآن شریف پڑھ کر پھر کسی کام میں مشغول ہوتے۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! شیخ الاسلام قطب الحق والدین قدس سرہ العزیز کو ابتداء میں قرآن شریف حفظ نہ تھا اس وجہ سے آپ متر و غطر رہا کرتے تھے ایک رات خواب میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پائے مبارک پر سر رکھ دیا اور عرض کی کہ میں کچھ تمہیں کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ کہہ۔ میں نے عرض کی کہ مجھے قرآن شریف حفظ ہو جائے۔ فرمایا۔ سورہ یوسف یاد کر کے پڑھا کرو۔ آپ نے سورہ یوسف

کو پڑھنا شروع کیا تو تھوڑے عرصے میں اس کی برکت سے قرآن شریف حفظ ہو گیا۔  
پھر فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف حفظ کرنا چاہے وہ سورۃ یوسف یا ذکر کے پڑھا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے باقی قرآن شریف بھی حفظ ہو جائے گا۔

## مدینہ منورہ کی یاد میں

از جناب قاضی محمد کریم الدین رحیم

ہے مصدر انوار خسیب بابر مدینہ      اور مجمع برکات ہے ابوان مدینہ  
جن و ملک انس ہیں قربان مدینہ      ہے روضۂ پر نور نبی محبوبان مدینہ  
ہے منبع فضل و کرم و رحمت باری      کوہ و چمنستان و سبب بابر مدینہ  
انوار الہی تھے ہمیشہ متجلی      پر نور تھی بزم شہر ذیشان مدینہ  
معراج کی شب جلوہ کنال عرش بریں      تھی روشنی مہر رخشان مدینہ  
تا حشر جہاں میں یونہی شاداب ہو گیا      خالق ہے نگہ بان گلستان مدینہ  
جب اوج پر آئے گا زعمیم اپنا مقدر      ہم کو نظر آئے گا گلستان مدینہ

## جوان مدینہ

از جناب صدر الدین صاحب سرشار

میں قربان اسے تعلقہ جوان مدینہ      شاد دے مجھے داستان مدینہ  
کسی کی بھی سنتے نہیں اپنی دمن میں      ٹھہرتے نہیں رہروان مدینہ  
مڑے خواب غفلت کے ہم لے سجائیں      چلے جاتے ہیں کاروان مدینہ  
جنگ کو بھی حسرت ہے عشق نبی کی      جو ہے دل میں در و نہان مدینہ  
فرشتے بٹاتے ہیں آنکھوں پر اسکو      وہ ذی رتبہ ہے مدح خوان مدینہ  
شب روز پھر تا ہے آنکھیں میری      وہ جان مدینہ جوان مدینہ  
رہیں گھر میں شاد سرشار کیونکر      غلام نبی عاشقان مدینہ

# دینی مدارس کی سرورپورٹ

(ادارہ)

۱۸۵۰ء کی جنگ آزادی کے بعد اسلامی سلطنت کا آفتاب غروب ہو گیا اور انگریزی سلطنت کا دور شروع ہوا۔ تو عیسائی حکومت نے شرعاً و عیناً اپنے اثرات پھیلانے شروع کر دیئے تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے مذہبی جوش اور ولولہ ختم کر کے ان کو مذہب سے برگشتہ کیا جائے جیسا کہ لارڈ میکالے اپنی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں:-

ایسی جامعیت ہونی چاہئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے

رکھا جائے۔

تو ہندوستانی ہمارے الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو (تاریخ ہندوستان) انگریزی سلطنت کو یہ اجبار دین کہاں پسند تھا اس نے مدارس عیسویہ ان حالات میں ارباب نظر و فکر علمائے فرنگی محل علمائے دینی و غیر

دوسری وجہ مسلمانوں کی تعلیم کو نقصان پہنچنے کی یہ ہوئی۔ کہ

مسلمان لڑکوں نے جو معافیات مسلمانوں کی تعلیم کے لئے دی تھیں اور

بقول مسٹر جیمز گرانٹ ان کا تحفیہ عہد بریکال کے زمرہ کے چوتھائی سے

کم نہ تھا ۱۸۳۸ء میں انگریزی حکومت نے ضبط کر لیں اس کاروائی

پر بقول جیکٹر ہنٹر مسلمانوں کے نظام تعلیم پر ایک کاری ضرب لگی۔

انگریزوں نے ہر ممکن طریق اور حربہ سے دینی تعلیم کو کم اور بے

وقعت کرنے کی کوشش کی

تیز و کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی۔

انگریزی دو صد سالہ دور کے تباہ کن اثرات کا مقابلہ علمائے

حق کرتے چلے آئے جن کا شیرازہ منتشر تھا جن کا باہمی ربط و ضبط

مفقود تھا اور ہر ایک گوشہ تنہائی سے ستے المقدور خدمت

دین میں مصروف تھا اس کو جامعہ پشتیہ کی مساعی جلیلہ نے آشکارا

کیا اور لوگ انگشت بدندان ہو کر آپس میں تبادلہ خیالات کرنے

لگے کہ اس قدر مدارس عربیہ پاکستان میں موجود ہیں جن کی سرپرستی

نے غور کیا کہ کہیں مسلمانوں کے سیاسی تشنہ کے سبب دین و مذہب

ہی سے بعد نہ پیدا ہو جائے تو انہوں نے مذہبی تحفظ اور اسلامی تہذیب

کو برقرار رکھنے کے لئے تعلیم کی طرف توجہ دی اور مدارس عربیہ

قائم کرنے کا اعلان کیا۔ تاکہ ان مدارس سے مذہبی بیداری اور شعور

پیدا کیا جائے۔

چنانچہ علمائے فرنگی محل لکھنؤ نے درس و تدریس کا سلسلہ

سہاری کیا اور مولانا قطب الدین کے صاحبزادے مولانا نظام الدین

نے مدرسہ عالیہ نظامیہ قائم کیا اور عربی زبان کا مکمل نظام مرتب کیا

جو آج تک درس نظامی کے نام پر پڑھایا جاتا ہے اسی طرح علمائے

دہلی حضرت شاہ عبدالعزیز اور خاندان شاہ ولی اللہ رحمہ نے قرآن و حدیث

کی تعلیم عام کی جن کی تابانی نے لکھنؤ، جون پور، علی گڑھ، کان پور، سہارن پور

دیوبند اور لکھنؤ کو متور کیا۔ جہاں سے فارغ التحصیل علماء نے اطراف

و اکثاف ملک میں جا کر مدارس عربیہ قائم کئے تاکہ قال الشر

وقال الرسول کے خوش کن نعموں سے لوگوں میں ایمانی حرارت پیدا

کی جائے اور مسلمانوں کی متاع غیر زامیان کو ان کے اثرات سے محفوظ

حکومت نہیں، بلکہ قوم کر رہی ہے۔ اس کارہائے نبیالیہ پر جامعہ چشتیہ متقی مبارک باد ہے۔

آئیے اب روئیداد مدارس عربیہ کی داستان محترم آقا مٹے بیدار بخت کی زبانی سنیے گا جو انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں بیان فرمائی۔

## دینی مدارس کی سرفہرے رپورٹ

لاہور۔ ۷ مارچ ۱۹۹۰ء جامعہ چشتیہ ٹرسٹ کے صدر آقا بیدار بخت نے مغربی پاکستان کے دینی مدارس کی سرفہرے رپورٹ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے اس امر پر اظہارِ غم کیا کہ تعلیمی کمیشن نے اپنی سفارشات میں دینی تعلیم کو زیادہ اہمیت نہیں دی اور مزید برآں پنجاب یونیورسٹی نے اپنے سالانہ ڈگری کورس میں اسلامیات کو لازمی مضمون قرار نہیں دیا۔ آپ نے بتایا۔ ہمارے چھ سو سے زائد دینی مدارس ہیں جو انیس ہزار سے زائد طلباء ہیں ان کا نصاب تعلیم از سر نو مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ ان طالب علموں میں سائنس سے گہری دلچسپی پائی جاتی ہے۔

آقا بیدار بخت نے کہا کہ پرانے دینی مدارس کو اپنے مقاصد میں کامیابی اس لئے نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کے نصاب کی تدوین کا کام گذشتہ پانچ سو برس سے نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ ان میں بیشتر مدارس کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے اس امر پر اطمینان ظاہر کیا کہ انجمنی ماحامد حالات میں بھی دین کی اشاعت کے فرض کو ترک نہیں کیا۔ آپ نے بتایا کہ مغربی پاکستان میں تین سو اڑتیس دینی مدارس کی تاریخِ مہرتت کرنے کا کام یکم اپریل ۱۹۸۹ء کو شروع کیا گیا تھا اسے ۳۱ مارچ ۱۹۹۰ء کو ختم کیا گیا۔ تین ہزار سے زائد خطوط چھ سو کھتر دینی مدارس کے منتظمین کے نام روانہ کئے گئے۔ اس منصوبہ کے نگران حافظ نذر احمد نے چھ ہزار میل سفر کیا۔ تاریخ میں البواب

پر محیط ہے۔ اس میں مغربی پاکستان کے دینی مدارس کے نام اور مکمل پتوں کے علاوہ اساتذہ و طلباء کی تعداد، نظم و ضبط، دلائل و دلائل لکھتے، دارالمطالعہ، نصاب، اوقات اور مینارانیہ کی جزئیات شامل ہیں۔ اس سروے کا مقصد یہ تھا کہ درجہ نصاب میں اصلاح کی گنجائش معلوم کی جائے اور نیا دینی نصاب تعلیم مرتب کرنے کے امکانات کا جائزہ لیا جائے۔

آقا بیدار بخت نے مزید بتلایا کہ صوبہ بھر میں چھ سو کھتر میں تین سو بائیس دینی مدارس کے کوائف حاصل کئے جا چکے ہیں مختلف انجمنوں اور جماعتوں کے تحت مدارس کی تعداد ۱۸۲۰ ہے جسٹریٹس ۵۵ ہیں۔ مسلک کے اعتبار سے حنفی، دیوبندی مدارس کی تعداد ۲۳۳ حنفی، بریلوی ۹۸، اہل حدیث ۵۵، شیعہ مدارس ۱۸، بلا تخصیص مسلک ۴۸، اساتذہ کی تعداد ۱۸۴۰ ان میں غیر ملکی اساتذہ ۵۹۰، پاکستانی مدرسوں فارغ التحصیل ۴۴۵، یونیورسٹی کی اسناد والے ۷۲، سرود اسناد والے ۸۴، بلا سند ۴۴۵ اور اپنی ہی درس گاہ میں شیعہ مدرسین سے مسلک ایک سو اکیس ہیں

طلبہ کی تعداد ۳۳۴، ۴۴، ۴۴

تفسیر کے طلباء ۱۰۹۴۲ حدیث خواں ۱۰۰۰

فقہ کے طلبہ ۲۱۱۲ علوم اسلامی ۲۲۲۸

ترجمہ القرآن ۲۹۹۵ عربی ابتدائی ۲۹۳۴

فارسی ابتدائی ۲۹۸۹ تجوید قرأت ۲۴۲۰

مغربی پاکستان کے طلباء ۳۲۴۳۱

غیر ملکی ۹۵۱

بیرونی ۱۰۸۵۵

شادی شدہ ۱۸٪ (نقدی)

جو کتابیں طلبہ کو میسر ہیں ان کی تعداد دو لاکھ (۲۰۰۰۰۰) ہے۔ قلمی نسخے ۲۲۹۳، ریڈنگ روم ۱۰۸، ان میں جاری شدہ



اور مہتمم حضرات کی ایک مجلس طلب کی جائے اور مجلس  
ایک ایسی مجلس کو انعقاد توفیق کرے جو مختلف مدارس  
ندوۃ العلماء، جامعہ اہل ہرمیزہ مدارس کا نصب تعلیم منگوا  
کر مطالعہ کرے اور ملان کی روشنی میں ایک جدید نصاب مرتب  
کے۔ جسے تمام مدارس قبول کریں۔

احسان فراموشی ہوگی کہ اگر منصوبہ کے نگران مولانا  
حافظ نذر احمد صاحب لکچرار اسلامیہ کالج لاہور کا خاص طور  
شکریہ ادا کیا جائے کہ انہوں نے نہایت کاوش اور  
محنت سے جائزہ مدارس عربیہ مرتب کر کے ملت اسلامیہ  
کی ایک گرانہما خدمت سرانجام دی ہے اور ہم مزید توقع  
رکھتے ہیں کہ ہماری مذکورہ بالا گزارشات کو عملی جامہ پہنائے  
میں سعی کوشاں ہو کر عند اللہ باجور اور عند الناس مشکور ہونگے  
جزاہم اللہ احسن الجزاء

اخبارات و رسائل ۸۷۲ ہیں ان مدارس میں دارالافتاء کی تعداد  
۷۹ ہے مفتی حضرات ۸۸ جو فتوے گزشتہ سال جاری  
کئے گئے۔ ۱۸۹۰۳ کل جاری شدہ فتوے ۹۸۴۰۹  
مدارس کی مجموعی سالانہ آمدنی ۳۰۰۰۰ روپے (تیس لاکھ  
اکاونے ہزار) طلبہ کے لئے ہوسٹل ۲۷۷ ان میں  
طلبہ ۱۰۶۴۸ کی گنجائش ہے۔

اس وقت مقیم طلباء ۸۸۲۳ ہیں ایک طالب علم کا سالانہ  
خرچہ ۴۹ روپے ہے اس اعتبار سے ماہانہ خرچہ ۵/۹/۴  
(روزنامہ نوائے وقت ۱۸ جولائی ۱۹۶۰ء)  
جامعہ چشتیہ ٹرسٹ اور مولانا نذر احمد صاحب نگران  
کی گرانقدر محنت و جدوجہد قابل قدر ہے کہ دینی مدارس  
کے مکمل کوائف صفحہ نظر طاسر پر لا کر تعلیمی کمیشن کی قریب اس طرف  
منصطف کرائی کہ اسلامی تعلیمات کو اپنایا جائے اور ان کی ہر قسم  
کی سرپرستی کی جائے۔

مدارس عربیہ کی فلاح و بہبود کے لئے دو امور فوری  
قابل توجہ ہیں اور اگر ان امور کی طرف اراکین جامعہ چشتیہ  
ٹرسٹ متوجہ ہوں تو بہت جلد کامیاب ہو سکتے ہیں  
۱، تمام مدارس عربیہ کو ایک نظام میں منسلک کیا جائے  
(۲) مدارس عربیہ کے درس نظامی پر نظر ثانی کی جائے اور  
ایسا نظام مرتب کیا جائے جو جدید تقاضوں کو پورا کرے۔  
مدارس عربیہ کے ایک نظام میں منسلک ہونے سے  
نظم و نسق درست ہوگا اور طلبہ کی آوارہ گردی ختم ہو جائے گی۔  
جنہوں نے یہ طریق اختیار کیا ہوا ہے کہ چند دن ایک مدرسہ  
میں پھر دوسرے پھر تیسرے میں علی ہذا القیاس سالہا سال  
اسی طرح ضائع کر دیتے ہیں۔

نصاب تعلیم بھی کافی غور و فکر کا محتاج ہے۔ یہ مہتمم  
بالشان کام بھی تکمیل پذیر ہو سکتا ہے جبکہ علمائے اسلام

## تفات حرايات بقراط زمان حکیم عبد المجید حبیبی

(لاہور)۔ اسے بدھ پھری

آہ شد گلزارِ اہل کونسل بباد  
رفت از ما عاید عالی نژاد  
ثنائی بقراط آں عبد المجید  
آں گرامی قدیر مانیکو نہاد  
بست و چار از ماہ رستم بود روز  
شد روال در قہرِ ضوال باعداد  
گفت برو صلیبش بدر بادیدہ نیم  
کرد حلت غازی منبرخ نژاد



مرکلاف سعید احمد صاحب فاروقی مرحوم۔

# قرآن و حدیث

## باب الاحسان

(۱) اور تم خروج کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنے کو ہلاکت میں اور نیکی کرو بے شک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔

(۲) اور کہا گیا پر پیغمبر گاروں سے کہ کیا نازل کیا تمہارے پروردگار نے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ہے ان کے لئے بھلائی ہے بے شک پر پیغمبر گاروں کا ٹھکانہ اچھا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ انصاف کا اور احسان کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی اور بُرے کاموں سے اور سرکشی سے تم کو ممانعت کرتا ہے اور تم کو نفیست کرتا ہے شاید کہ تم یاد رکھو؟

(۴) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اتقا، اختیار کرتے ہیں اور نیز ان لوگوں کے ساتھ ہے جو بھلائی کرنے والے ہیں۔

(۵) اور جو کچھ تم کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس سے واپس نہ کرو اور آخرت کی فکر کرو اور اپنے حصہ دنیا کو فراموش نہ کرو اور بھلائی کر جیسی اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی کی اور ملک میں فساد کی خواہش نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فساد کرنے

(۱) وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تَقْرُوا بَابَكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (سورہ بقرہ رکوع ۲۳)

(۲) وَتَقِيلُ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَا ذَا أَنْزَلَ مِنْ تَكْوِينِ تَالُوْا خَيْرًا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَالَّذِينَ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنْ نُعْطِيَهُمُ الْمُتَّقِينَ هـ

ر سورہ نحل رکوع پہاڑم آیت ۳۰

(۳) إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ط (سورہ نحل رکوع ۱۳-۱۴ آیت ۱۹)

(۴) إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ هـ

ر سورہ نحل رکوع ۱۴-۱۵ آیت ۲۸

(۵) وَاتَّبِعْ فِتْنَةَ الشَّكِّ اللَّهُ الدَّاسِرَ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَنْسَ لِقَابِكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاحْسِنِ كَمَا احْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ هـ

(سورہ قصص رکوع ششم آیت ۷۵)

۱۶) قُلْ لِلْعِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا الْقَوَّاسَ بِكُمْ  
لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً  
وَأَسْ مِنْ آخِرِهِ وَاسْعَتْهُ وَإِنَّمَا يُؤْتِي الصَّبْرُ  
أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(سورہ زمر رکوع دوم آیت ۱۰)

۷) هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

(سورہ الرحمن رکوع ۳ آیت ۶)

والوں سے محبت نہیں رکھتا۔“

(۱۶) اے محمدؐ ہماری طرف سے کہہ دو کہ اے میرے بندو  
جو یقین لائے ہو۔ ڈرو اپنے رب سے جن لوگوں نے اس  
دنیا میں دوسروں کے ساتھ نیکی کی ہے اُن کے لئے آخرت  
میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے۔ سچا اس کے نہیں  
کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

(۷) کیا بدلہ ہے نیکی کرنے کا۔ سوا نیکی کرنے کے۔

” ” ”

## احادیث

(۸) کنود (کافر نعمت) وہ ہے کہ اپنی عطا سے لوگوں کو  
باز رکھے اور تنہا کھائے، اوپر اپنے غلام کو زد و کوب  
کے۔

(۹) جنت میں احسان بنجانے والا اور والدین کی نافرمانی  
کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا یعنی دائم الخمر  
داخل نہ ہوگا۔

(۱۰) جس کو کچھ عطا کیا جائے پتا ہے کہ اس کا بدلہ دے۔ اور  
عوض نہ دے سکے تو اس کی تعریف کرے جس نے تعریف کی  
اُس نے شکر ادا کیا اور جس نے چھپایا۔ کفران نعمت کیا۔

(۱۱) حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! اسی کیا چیز  
ہے جس سے انکار کرنا جائز نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ پانی  
اور نمک اور آگ۔ انہوں نے پوچھا کہ پانی کو ہم جانتے  
ہیں مگر نمک اور آگ کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا  
اے حبیب! جس نے آگ کسی کو دی گویا وہ تمام چیز صدقہ  
کی جو اس آگ نے پکائی اور جس نے کسی شخص کو نمک دیا  
گویا وہ تمام چیزیں نقد کی ہیں جن میں نمک ڈالا گیا۔ اور

(۸) الصنود الذی يمنع س فداک ویا کل  
وحدک و یضرب عبدک۔

(ابن ابی اسیر مشکوٰۃ)

(۹) لا یدخل الجنة منان ولا عاق  
ولا مد من خمر۔

(عبداللہ ابن عمر مشکوٰۃ)

(۱۰) من اعطی عطاءً فلیجن بہا ومن لم یجد  
فلیغن فان من اتنی فقد شکر ومن صتم  
فقد عقر۔

(۱۱) عن عائشہؓ قالت یا رسول اللہ! ما الشئ  
الذی لا یجیل منعہ قال الماء والملح والناس  
قالت قلت یا رسول اللہ! هذا الماء قد عرفناه  
نما جال الملح والناس قال یا حبیب! ومن اعطی  
خادراً فصاعداً فما الصدق بجمیع ما الضجبت  
تلك الناس ومن اعطی ملحاً فکانها الصدق  
بجمیع ما طیبت تلك الملح ومن سقی مسلماً

جس نے کسی مسلمان کو پانی پلایا جہاں پانی کیاب نہیں تو گویا ایک غلام آنا دیکھا اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو۔ تو گویا اس کو زندہ کیا۔

شربت من ماء حیث یوجد الماء فکلنا  
عتوس قبت ومن سقی مسلما شربت من  
ماء حیث لا یوجد الماء فکانتا  
احیاءا۔

(۱۲) بخیر الاصحاب عندا احلنا خیرهم  
لصاحبہا وخیر الحیران عندا احلنا خیرهم  
لجبارہا۔

(۱۳) قال رجل یارسول اللہ کیف لی  
ان اعلم اذا احسنت او اذا اسأت فقال  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمعت  
جیرا فک یقولون قد احسنت فقل احسنت  
واذا سمعت یقولون قد اسأت فقل است  
(از بن مسعود مشکوۃ)

## باب الاخلاص

تم کہو اسے محمدؐ کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ خالص اللہ  
کی بندگی کروں۔

(۱۴) قُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اِلٰهًا  
مُخْلِصًا لِّلْاٰلِیْنِ۔

(سورہ زمر رکوع دوم آیت ۱۲)

(۱۵) اے محمدؐ لوگوں سے کہہ دو کہ میں اللہ کی عبادت  
کرتا ہوں خالص اس کے لئے۔

(۱۵) قُلْ اِلٰهًا اَعْبُدُ مُخْلِصًا لِّلْاٰلِیْنِ۔

(سورہ زمر رکوع دوم آیت ۱۲)

(۱۶) سنتا ہے اللہ ہی کو ہے بڑی بندگی۔

(۱۶) اَلَا اِلٰهَ اِلَّا اِلٰهٌ اَحَدٌ اَحَدٌ۔

(۱۷) اور ان کو حکم نہیں دیا گیا سوا اس کے کہ خالص اللہ  
ہی کی بندگی کریں یعنی کسی کو اس میں شریک نہ کریں۔

(۱۷) وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا مُّخْلِصِيْنَ  
لِّلْاٰلِیْنِ۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۱۷)

# طلوع آفتاب نبوت

اور وہ وقت یاد کر دیجہ کہ عیسیٰ بن مریم نے فرمایا۔ اے بنی اسرائیل میں خدا کا رسول ہوں اور تمہارے لئے تورات کی تصدیق کرنے والا، اور اپنے بعد آنے والے رسول کی بشارت سنانے والا ہوں جس کا نام احمد ہے۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَآئِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (صف)

تقریباً پچھ سو برس ہوئے کہ نبوت عیسیٰ کا دور گزر گیا۔ دنیا میں بسنے والی مخلوق نذر نبوت اور فیضان رسالت سے محروم ہو چکی جہالت و ضلالت کے تاریک بادل تہ بہ تہ جمع ہوئے اور شرک و کفر کی بارش برسا جاتے ہیں کسی قوم یا کسی خاندان، کسی ملک یا کسی سرزمین کی تخصیص نہیں، عجم ہو یا عرب، مشرق ہو یا مغرب، کائنات کا ذرہ ذرہ خواب غفلت میں سرشار اور پرودہ غفلت میں مستغرق ہے، بھائی کو بھائی سے محبت ہے نہ باپ کو بیٹے سے شکل و صورت میں اگرچہ انسان ہیں مگر خصائل و شمائل حیوانوں سے بھی بزرگ اُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ جَلَّ هُمْ حَنِیْل۔

سرزمین عرب لات و عذریٰ اور ناکہ و ہبل پر فلاحی تو حیم کے بسنے والے مہادیو اور کرشن کی مورتیوں کے بجا رہی آگ کے پرستار اور شمس و قمر یا اہرمین و زردان کے اشراف غرض ریح مسکوں کا چپہ چپہ نمائے واحد مالک حقیقی کو فراموش کر کے خود ساختہ اعنام پرستی میں مصروف مہلک تھا

تقلیدیں الہی کا وہ خاص مقام ”جو دینی غیر ذی رُوح یعنی بن کھیتی کی سرزمین میں نہ کعبہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور رحمت الہی کا وہ گہوارہ جس کی بنیاد ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام جیسے مہاروں کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی“ دنیا کے بندگان میں سب سے بڑا عظیم الشان بندہ مانا جاتا تھا ایک خدائے تدوین کے جلال و جہروت اور غیرت کو حرکت ہونی اور وقت

۹ ربیع الاول مطابق ۲۰ مارچ ۱۸۵۷ء کی صبح وہ صبح سعادت تھی جس میں آفتاب رسالت نے پہلوئے کمند سے ہو بیدار ہو کر غفلت کدہ عالم کو بقیعہ نور بنا دیا، اور اس کی رحمت جبری شعاعوں نے کفر و ضلالت کے تانیکوں کے تمام پردے چاک کر دیئے۔

وحی الہی کا نور عظیم رحمت باری کا مہبط اعظم بحر سخا ابر کرم پیکر بدی صورت آدم عالم وجود میں آیا اور اس نے بشارت دی۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ سے سرفراز ہو کر دنیا میں توحید کا علم بلند کیا اور سینکڑوں برس

دو صبح چار چاشت، چوتھ، چھ عصر، چار پہلے اور دو بعد نماز  
(حسب روایت عائشہؓ) دو مغرب، چھ عشا، تیرہ تہجد و تیر  
صلوات الادایم و تحیتہ المسجدان کے علاوہ بھی (سیرۃ النبیؐ)  
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔ ایک مرتبہ حضور صلعم کو  
بستر پر نہیں پایا کسی بیوی کے گھر میں تشریف لے جانے کا  
خیال ہوا۔ اندھیرے میں ادھر ادھر تلاش کیا تو دیکھا کہ پیشانی  
مبارک خاک پر ہے اور آپ سر بسجود مناجات الہی میں مشغول  
ہیں۔

## حضور کے روزے

علاوہ صوم رمضان کے بقیہ سال کے روزوں کی  
یہ کیفیت تھی کہ اگر آپؐ روزہ رکھتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ  
کبھی نہ توڑیں گے پھر روزہ چھوڑ دیتے تو معلوم ہوتا کہ اب کبھی  
نہ رکھیں گے۔ چھینے میں تین روز دو دو شنبہ ایک جمعرات  
کو معمولاً روزہ رکھتے تھے محرم کے دس دن از یکم تا عاشرہ  
اور شوال کے آغاز میں چھ روز سے رکھتے تھے کبھی کبھی صوم  
و حال کی بھی نوبت آجاتی تھی کہ بلا افسار کئی کئی روز متواتر  
روزہ رکھتے۔ (سیرۃ)

## خشیتہ الہی

باوجود عظمت و مغفرت خوف و خشیتہ الہی کا یہ عالم  
تھا کہ اگر کبھی بھانور سے چلتی اور سیاہ بادل آسمان پر چھا جاتے  
تو آپؐ ہم جاتے اور سخت مضطرب رہتے۔ ایک صحابی فرماتے  
ہیں۔ ایک دفعہ میں خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو آپؐ نماز  
میں مشغول ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ روتے روتے  
ہچکیاں بندھ گئی تھیں معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چل رہی ہے یا ہانڈی  
اہل رہی ہے۔

کے ہٹکے ہوئے غلاموں کو ان کے حقیقی مالک اور آقا کے سامنے  
جھکا دیا اور صدیوں کے بھولے ہوئے سبق کو یاد دلا کر دلوں کی  
بستی میں وہ آتش زدق بھڑکانی جس نے کفر و شرک کی دنیا  
کو جلا کر ان کی آن میں خاک سیاہ کر دیا۔

اخوت و ہمدردی کا وہ رشتہ جو حرف غلط کی طرح  
دنیا میں مٹ چکا تھا اس کے ایک اشارہ چشم و ابرو سے  
پھر استوار ہو گیا دشمن دوست بنے اور بیگ لال میں ملاجنت  
نے راہ پائی، بنے راہوں نے راہ دیکھیں اور بے چینوں کو چین  
نصیب ہوا۔

يَا رَجُلَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ شَرَّ اَنْتَ بِهِ الْعَصْرُ

## شانِ عبدیت

۱۱ مخصوصِ زکی عبادات

حضورؐ کی نماز  
اجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
اہل از نبوت بھی عبادت الہی قیام  
و مراقبہ میں مصروف رہتے، غلبہ کفار کے وقت چھپ کر نمازیں  
پڑھتے۔ بعد عروج اسلام راتوں کو اٹھ اٹھ کر نمازیں ادا فرماتے  
صلوات اللیل کی روایات مختلف ہیں۔

بروایت ابن عباسؓ آدمی رات کے بعد آپؐ بیدار  
ہوتے تیرہ رکعتیں ادا کرتے تھے۔

بروایت عائشہؓ فرماتے پڑھتے تھے۔ بروایت  
ام سلمہؓ آپؐ کچھ دیر سوتے کچھ دیر اٹھ کر نماز میں مصروف رہتے  
پھر سو جاتے پھر اٹھتے نمازیں ادا فرماتے۔ الغرض رات کا  
اکثر حصہ ادائیگی صلوٰۃ میں صرف ہوتا۔ اور فرائض کے علاوہ کم  
از کم ستر و نوافل کی ۹۳ رکعتیں روزانہ معمولاً ادا کرتے تھے

## فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ كُنَّا لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاقَ

حدیث قدسی مشہور ہے لیکن اس کا جو مفہوم ہے وہ سراجاً و قمرآمیناً سے اخذ معلوم ہوتا ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے :-

۱۔ چاند اور سورج سب ستارے منور ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب دنیا سے بلحاظ تعلیم افضل و ارفع ہیں اس واسطے آپ ان دونوں ناموں سے ملقب ہوئے۔

۲۔ عالم ادبیات کا بقا بغیر سورج اور چاند نہیں اور عالم روحانی کا بقا بغیر تعلیم و رسالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اس واسطے آپ کو دونوں نام دیئے گئے۔

۳۔ اگر سورج اور چاند نہ ہوتے تو دنیا کی ہستی کچھ فتنے نہ ہوتی گویا جہاں میں تاریکی رہتی اسی طرح اگر آنحضرتؐ مبعوث نہ ہوتے تو دنیا میں جہالت کی تاریکی اور فساد و بربادیت اور السائلوں کی حالت درندوں سے بدتر ہوتی۔ ایسی حالت میں دنیا کا پیدا ہونا بھی رائیگاں تھا اس لئے حقیقت میں آنحضرتؐ کا ظہور تمام عالم کے جگمگانے کا باعث ہے۔

۴۔ عالم روحانی کے بغیر عالم مادیات کا وجود بے سود ہے اور چونکہ عالم روحانی کو زندہ اور قائم رکھنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا اس لئے آپ کے ظہور کے باعث دنیا کا ظہور ہوا۔

۵۔ تمام دنیا کی مثال چاند کی ہے جیسا کہ ہلال سے شروع ہو کر قمر اور قمر سے بدر کا بل ہوتا ہے اسی طرح آنحضرتؐ قمر اور قمر والا نبیاء ہیں۔

۶۔ بدر اس واسطے نام ہے کہ بدر میں تمام ملائح قمر پور سے ہوتے ہیں اسی طرح آنحضرتؐ کی تعلیم تمام انبیاء

علیہم السلام کی تعلیمات سابقہ کو مکمل کرنے والی ہے۔

۷۔ چاند کے نور کا نظام ہلال سے شروع ہوتا ہے اور بدر میں کامل ہوتا ہے اس طرح اسلام کا نور گو ابراہیمؑ و محمدؐ علیہ السلام سے شروع ہے لیکن کامل کرنے والی ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

۸۔ کل سے جزو باہر نہیں (اس لئے جزوی تعلیم اسلام) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے باہر نہیں۔ اس لئے آپ سب سے پیچھے تشریف لائے ہیں لیکن بلحاظ نور فخر الاول ہیں۔

سید الکونین خاتم المرسلین

آخر آمد بود فخر الاولین

غرض جو کچھ ظہور عالم کا باعث ہے وہ آنحضرتؐ ہی کا نور ہے اور باقی انبیاء علیہم السلام آنحضرتؐ ہی کے مننون ہیں۔

## اخلاق نبوی پر ایک اجمالی نظر

یوں تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجسم اخلاق تھے آپ ان اخلاق حمیدہ کے ساتھ دنیا کے اسٹیج پر جلوہ افروز تھے جن کی نظیر تاریخ کے ادوار پر پائین میں دستیاب نہیں ہوتی۔

جناب کے معجزات بہیت ہیں۔ شوق انفراد و درختوں کا چہنہ اور پتھروں کا گویا ہونا۔ گمزنیا وہ اہم معجزہ جناب کا اخلاق ہی تھا جس نے دنیا کے قلوب کو اپنا گردیدہ بنالیا تھا یہ وہ معجزہ ہے جس کا انکار محال ہے جب آپؐ نے دعوت اسلام دی ہے تو کفار کہہ کر سریش نے آپؐ کی مخالفت کی اور طرح طرح کے مصائب اور شدائد برپا کئے مگر آپؐ نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ ان کو برداشت کیا۔ آپؐ کے اُپر

مٹی ڈالی جاتی ہے مگر یہ مجسم اخلاق عبادت الہی میں مشغول رہتا ہے بکری کا ادبہ اوپر ڈال دیا جاتا ہے یہ دعا لگی جاتی ہے  
 اللہم اغفر لقومی فاللہم لا یعلمون  
 یہ کیا ہی پیار سے الفاظ ہیں یہ ہے اخلاق محمدی اور یہ کیڑ بکڑ  
 ہے مصلح عالم کا۔ کیا اس کی کوئی نظیر پیش کر سکتا ہے یہ ہی  
 ارتقاء اسلام کا باعث ہوا کہ تلواریں جہاں عام طور سے  
 خیال کیا جاتا ہے اسی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول میں  
 اشارہ ہے۔۔

لو کنت خطا غلیظ القلب لا نقضوا

من حوالک۔

پندرہ برس تک ایشیاء اور صبر اور علم کے ساتھ دعوت  
 اسلام دیتے رہے ازال بعد مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی جہاں  
 پہنچ کر اسلام میں ایک حرکت پیدا ہو گئی اور ترقی کے دروازے  
 کھل گئے۔

سیرت نبوی پر جس پہلو سے نظر ڈالو تو معلوم ہوتا ہے  
 کہ آپ کمالات انسانی کے ایک بہترین نمونہ تھے آپ کے  
 اقوال و زریں میں وہ حکمت بھری ہوئی ہے جو کہ افلاطون اور  
 ارسطو کے دھڑے میں کیا ہے حاصل کلام ہم کو حکمت  
 یونان اور یورپ کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے کی  
 ضرورت نہیں۔ ہماری تمام ضروریات سیرۃ نبوی میں موجود ہیں  
 ہم کو حیات نبوی دنیاوی اور دینی مسائل کا بہترین حل بتاتی  
 ہے۔

تاجدار مدینہ

اخلاق حسنہ و شمائل مبارکہ

دنیا میں بڑے بڑے رہنما و مصلحین کی جماعت آئی اور اخلاق

اور تہذیب کا سبق دے کر چلی گئی مگر کوئی رہنما و رہبر ایسا نہیں  
 ملتا جو اپنی تعلیم کا آپ نمونہ اور اخلاق و تہذیب کا مجسمہ ہو لیکن  
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اپنی تعلیم  
 کی خود نمونہ تھی اگر ایک وقت وہ تہذیب اخلاق کے درس  
 دیتی تو دوسرے وقت اس کی عملی تصویر ہوتی اس وجہ سے  
 عرب جیسی وحشی سنگدل ترش رو جاہل قوم کو چٹکیوں میں  
 مہذب و خوش مزاج، نرم طبع سلیم بادشاہ اور مخلوق کو بچائے  
 خود خالق عز و سر سے اولاد علی ہدیٰ من ربہم  
 واللہک ہما المفلحون کا سر شفیق دلویا۔  
 بے انصاف، حکمت جین جناب کو طرح طرح کے غیر مہذب  
 الفاظ سے مخاطب کرتے۔ آپ کی اخلاقی تعلیم  
 و واقعہ کو ملاحظہ کرتے اور نام نہاد ہوئے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ  
 انہی بے انصافوں کے جواب میں آپ کے اخلاق کی شہادت  
 دیتا ہے انک لعلی خلق عظیمہ۔ بے شک آپ  
 ایک بڑے خلق پر ہیں۔

فما ارحمۃ من ارحلہ کنت لہم ولو کنت

فظا غلیظ القلب لا نقضوا من حوالک۔ خدا کے  
 فضل سے آپ ان کے لئے نرم طبع ہیں اگر کہیں کج خلق  
 و سنگدل ہوتے تو یہ لوگ اس پاس سے ہٹ جاتے۔

اس وقت چند اخلاقی تعلیم و واقعہ نقل کئے جاتے ہیں باقی کو قیاس  
 کن نگلتن من بہار مرا۔

تعلیم اخلاق

حضرت معاذ کومین جاتے ہوئے یہ آخری وصیت  
 فرمائی تھی کہ اے معاذ حسن اخلاق کے ساتھ لوگوں سے  
 پیش آنا اور ابوذر کو ارشاد فرمایا کہ لوگوں سے خوش خلقی کا



معاذ رکھا کرو۔

حضرت عائشہؓ کو یہ نصیحت فرمائی کہ اسے عائشہؓ  
نرمی اختیار کر دے اور بد مزاجی و ترش روئی و نحش گوئی سے پوزیر کرے

## فضائل اخلاق

ارشاد فرمایا کہ خوش خلق و خستہ رو قائم الیل و  
صائم اتہار کا مرتبہ رکھتا ہے اور میرے نزدیک خلق آدمی  
پیارے اور نیک و بد کی علامت حسن خلق ہے اور بہترین  
عطیات انسانی خوش خلقی ہے مسلمان اپنے اندر اخلاق حسنة  
پیدا کر دے اور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا عملی  
نمونہ بنے۔ یہی ذریعہ نجات ابدی و باعثِ رضا ہے الہی ہے

## اخلاق رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر آپؐ کے اخلاق کا کوئی واقف

نہیں ہو سکتا چنانچہ وہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی عادت بُرا بھلا کہنے کی نہ تھی بُرائی کا بد نہ بُرائی سے نہیں  
دیا کرتے تھے بلکہ محاف و درگزر فرماتے آپؐ نے کبھی  
کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔ آپؐ نے کسی مسلمان پر  
لعنت نہیں کی اور نہ کبھی لوندی غلام عورت غلام کو مارا مگر  
جہاد فی سبیل اللہ میں آپؐ نے کبھی کسی کی درخواست رد نہیں  
فرمائی لیکن جو ناجائز نہ ہو۔ آپؐ جب گھر میں تشریف لاتے تو  
خندہ رو ہوتے۔ باتیں ٹھہر ٹھہر کے فرماتے آپؐ عجیب گیر و تند  
مزاج نہ تھے بلکہ حلیم و رحیم و خوش بیان و راست گو تھے  
حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ جو اکثر آپؐ کی خدمت میں رہتے  
فرماتے ہیں :-

آپؐ کا معمول یہ تھا کہ پہلے خود سلام و مصافحہ فرماتے  
اور جب تک وہ خود نہ چھوڑ دیتے اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے

جناب علیؓ فرماتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ذمہ ایک یہودی عالم کا کچھ قرض تھا اُس نے قبل از وقت  
شدید تقاضا شروع کیا۔ آپؐ نے نرم لہجہ سے فرمایا۔ اسے  
یہودی اس وقت مجھ کو ادائیگی قرض کی قدرت نہیں ہے۔  
یہودی کہتا ہے کہ آج میں ضرور وصول کر دوں گا لیکن اس کے  
نہیں جاتا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے پاس بیٹھتا ہوں  
چنانچہ تمام شب اسی جگہ گذاری و بیچگانہ بھی ادا فرمائی۔ چونکہ  
صحابہؓ کو بھی ادائیگی قرض پر قدرت نہیں تھی اس وجہ سے اس  
کو اس ناشائستہ حرکت پر ملامت و تہدید کرتے ہوئے بارگاہ  
رسالت میں عرض رہا ہوئے۔ یا رسول اللہ آپؐ اور ایک  
یہودی مجبوس رکھے۔ آپؐ نے صحابہؓ کو تہدید و تحریف سے  
منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے مجھ کو معاہد  
ذمی پر ظلم کرنے سے منع فرمایا اور چونکہ بغیر ادائیگی قرض جلدی  
ظلم ہے اس وجہ سے اسی کے پاس رہوں گا حتیٰ کہ ادھر  
آفتاب غلطی حجاب سے رونما ہوا۔ ادھر یہودی اشہد  
ان لا الہ الا اللہ وانا لہ رسول احد و شطو  
مالی فی سبیل احد لہ کالغیرہ بلند کر کے سچا مسلمان  
ہو گیا اور کہا کہ میں نے جو یہ حرکت کی ہے وہ محض اس وجہ  
سے کہ میں نے قرأت میں پڑھا تھا کہ نبی آخر الزمان خلیق  
شفیق رحیم حلیم نرم طبع مہربان ہوں گے چنانچہ آپؐ ایسے  
ہی ہیں۔

اشہدان لا الہ الا اللہ وانا لہ رسول اللہ و شطو  
مالی فی سبیل اللہ۔

حضرت انسؓ خادم خاص فرماتے ہیں کہ میں ایک  
مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلا جاتا  
تھا اور آپؐ ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ چاروں طرف  
ایک دھنسی و جنگلی سامنے سے آکر حضرت کی چادر کو سر مبارک

## تواضع و انکسار

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :- جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود کپڑوں میں بیوند لٹکا لیتے۔ پاپوش کا نچھ لیتے دودھ نکال لیتے۔ بازار سے سودا لاتے گھر کا سب کام خود ہی کرتے غریبوں اور مسکینوں کے ہمراہ کھانا کھا لیتے فقراء اور غریبوں کی بیماری کے وقت ان کی عیادت فرماتے تواضع و انکسار کی وجہ سے اگر وہ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں بندہ ہوں اور بندہ کی طرح بیٹھا اور کھاتا ہوں اس لئے جائز تعظیمی الفاظ بھی نہیں پسند فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا۔ اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے فرزند اور ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے فرزند۔ آپؐ نے فرمایا۔ لوگو! پرہیزگاری اختیار کرو شیطان تمہیں بہکانہ دے۔ میں عبد اللہ کا بیٹا محمد ہوں خدا کا بندہ اور اس کا رسول۔ مجھ کو جو مرتبہ خدا نے بخشا ہے مجھے پسند نہیں کہ اس سے زیادہ بڑھاؤ۔

ایک بار ایک مجنونہ عورت خدمت میں آئی اور کہا کہ آپؐ سے مجھ کو کام ہے۔ فرمایا۔ میں حاضر ہوں۔ جہاں تو چلے چل سکتی ہوں چنانچہ وہ ایک گلی میں لے گئی۔ آپؐ بھی تشریف لے گئے۔ اس کے کام کو انجام دیا۔ یہ وہ اور مسکین کے ساتھ چل کر ان کا کام کر دینے میں آپؐ کو عارضہ تھا۔ ایک دفعہ آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہوئے کہ ایک بدو آیا اور دامن پکڑ کر بولا۔ میرا فرما سا کام ہے کہ تیرے شاید میں بھول جاؤں۔ آپؐ نے تکلف مسجد سے باہر آئے اور اس کا کام پورا کر کے نماز ادا کی۔ اسی طرح ایک شخص ملنے آیا کہ نبوت کے رعب سے کانپنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا مطمئن رہو میں فرشتہ نہیں ہوں بلکہ ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سو کھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔

سے اتنے زور سے کھینچا کہ اس کے صدر سے گردن مبارک سرخ ہو گئی اور چادر کے موٹے موٹے نشانات پڑ گئے آپؐ نے اس صحرا نشین سے خندہ پیشانی سے پوچھا کہ کہیے کیا حکم ہے؟ اس نے کہا آپؐ مجھے مال دیجئے۔ اس پر آپؐ نے اس کو دوبارہ دیکھ کر تبسم فرمایا اور بیت المال سے اس کو ایک خاص رقم دلوا دی۔ وہ خوش خوش اپنے گھر چلا گیا۔

جنگ اُحد میں جیسا آپؐ نے تحمل مصائب و عزم و استقلال کا اظہار فرمایا ہے اس کی نظیر آپؐ خود ہیں آہ انوس۔ آپؐ کے جانشینوں و مہمانبازوں کا چشم مبارک کے سامنے شہید ہونا اور حقیقی چچا کا جگر چھا ڈالا جائے ناک کا ناکٹ کر شند کر دیا جاوے خود آپؐ پر تلواریں چلیں پتھر برسے جس میں مبارک خون آلودہ ہو، دندان مبارک شہید کیا اور ہزاروں حملے کئے مگر سب کی پاداش یہ جملہ ارشاد ہوتا ہے :-

اللہم اھل قومی فانھم لا یعلمون  
ترجمہ: خدا دندا۔ اس قوم کی ہدایت کیجئے کہ یہ جاہل ہے  
ایک مرتبہ کسی غزوہ سے واپس ہو رہے تھے گرمی کا زمانہ، دھوپ سخت، منزل دور ایک درخت کے نیچے بستر لگایا۔ تلوار شاخ میں لٹکا دی اور آرام فرمانے لگے ناگاہ ایک بدو کا فرنے بے خبری میں تلوار تارلی دفعہ آپؐ بیدار ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں ایک شخص تلوار برہنہ لئے ہوئے سر ہانے کھڑا پوچھتا ہے۔ ”کیوں محمدؐ تلواریں لگے؟“ اس وقت آپؐ کو کون بچا دے گا؟“ آپؐ نے فرمایا اللہ یہ پیرا اثر آواز سنستے ہی اور اخلاق حمیدہ دیکھ کر تلوار نیلیم میں خود اسلام میں۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و انکے رسول ﷺ

## دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک

اکثر معصومین کے صحیفہ اخلاق دشمنوں پر رحم و حسن سلوک سے خالی نظر آتے ہیں مگر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق اس کے لئے ایسا ہی وسیع تھا جسے اور معاملات کے لئے طویل تھا پنا پھر حکمرانِ فرزندِ ابوجہل آپ کے سخت ترین دشمن تھے جب ان کی بی بی ان کو مسلمان کر کے خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ فرطِ محبت سے اٹھ کھڑے ہوئے حتیٰ کہ حجمِ اظہر پر چادر مبارک بھی نہ تھی اگرچہ زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے:-

مرحباً بالمرکب المہاجر۔ ثمار بن اشبال غافلین میں سے تھا کسی طرح گرفتار ہوا۔ سترن میں باندھا گیا کئی روز کے سوال و جواب کے بعد آپ نے فرمایا: اسے کھول دو اور آزاد کر دو۔ ثمار خلاف توقع لطف و عنایت سے مسلمان ہو گیا۔ فتح مکہ کے وقت انتقام کا اچھا موقع تھا جبکہ بدخواہ اور خون کے پیاسے سامنے آئے تو صرف یہ کہہ کر آزاد کر دیا۔ کاترئیب عبدکم الیوم اذ ہوا فانتم المطلقاء۔ تم پر آج کے روز کچھ لامنت نہیں۔ جاؤ سب آزاد ہو۔ الحاصل وہ ذات سراپا رحمت تھی۔ صدق اللہ تعالیٰ اناسرسلنک مرحمتہ للعالمین۔ اس کے اخلاق و تواضع حسن سلوک کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ بیچ تو یہ ہے

آپچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا دلری۔

اور

لا یمکن الشارکما حقہ  
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

### حیات مبارکہ کا اجمالی خاکہ

یہ ماہ ربیع الاول ہے اس مہینے کے ۱۲ یا ۱۳ ربیع الاول روزِ دو شنبہ مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۵۷ء کو مکہ معظمہ میں وہ وجود مقدس وہ منور و روشن آفتابِ امت کی گود میں طلوع ہوا۔ جس کی شعاعوں نے دنیا کی ساری جہالت و تاریکی کو دور کر کے ہر طرف اجالا پھیلایا۔

سید و سرور محمد نوز جان

بہتر و بہتر شفیق جبرمان

وہ جن کی بشارت حضرت یحییٰ نے دی وہ جن کی بعثت کی دعا ابراہیم خلیل اللہ نے کی۔ وہ جن کی نورات میں خداوند نے موسیٰ کو خبر دی۔ وہ جن کی داؤد نے مدح و ثنا کی۔ وہ جن کی سیماں نے مدح و ثنا عاشقانہ زبان میں کی۔ وہ جن کی حضرت یحییٰ اور ان کے سواروں نے خوشخبریاں دیں اور وہ جن کی آمد کا نوید قبل سے سزیمین مکہ کو دیا گیا تھا۔

## ابتدائی زندگی

آپ حضرت آدم کے ۴۱۵۵ برس بعد دنیا میں تشریف لائے آپ کی پرورش تیمی کی حالت میں ہوئی کیونکہ آپ کے والد ماجد عبداللہ ۲ برس کی عمر میں حضور کی ولادت سے دو ماہ قبل ہی انتقال کر چکے تھے آپ کے والد نے ایک لٹدی پانچ اونٹ اور چند بھیڑیں ترکہ میں چھوڑیں۔ جب آپ کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آمنہؓ مقام ابوا دکنہ اور مدینہ کے درمیان ایک گاؤں ہے اس میں انتقال فرما گئیں۔ اس واقعہ کے

## ظہور نبوت

چنانچہ جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو پہلے آپ رویائے صادقہ (سچے خواب) دیکھنے لگے پھر اسی غارِ حرا میں جہاں آپ مصروفِ عبادت تھے حضرت جبریل پہلی وحی لے کر نازل ہوئے اور مقررہ نبوت و رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا۔ اس کے ذریعہ آپ کو خصوصاً اپنی اور عموماً تمام دوسری قوموں کو دینِ حنیف کی دعوت دینے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ پہلے آپ نے پوشیدہ اور بعد کو علانیہ طور پر دعوتِ اسلام کی بنیاد ڈالی اور جنہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے کے لئے سب سے پہلے ہاتھ بڑھایا وہ قابلِ ذکر ہیں۔

مرد دل میں حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، بچوں میں حضرت علی بن ابی طالب۔ پھر اور لوگوں نے بھی ان کی پیروی کی۔

## تبلیغ اسلام

اس وقت قوم کی یہ حالت تھی کہ جب حضور لوگوں کے اسلام کی طرف بلاتے تھے تو قوم آپ پر ہتھ بڑھاتی نہایت تک ڈالنے میں بھی باز نہ آئی۔ لیکن آپ کے صبر و استقلالِ حلم و بردباری کا یہ حال تھا کہ اس کا جواب خاموشی اور تحمل کے سوا کچھ نہ تھا ان ظالم قوموں نے گو مصیبتیں پہنچانے کو باقی نہ رکھی تھیں مگر آپ کو شہید کر ڈالنے کا بھی تہمتہ کر لیا تھا اور اس کی پوری تہذیبیں سوچی تھیں لیکن آپ کی ذاتِ مبارک تھی کہ ان مصیبتوں کو برداشت کر کے اس کام میں مشغول رہے اس کے بعد رفتہ رفتہ اسلام کی قوتِ کشش نے خود ہی لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اس طرح پھر اسلام تمام دنیا میں پھیل گیا اور اس کے عروج کا جھنڈا اپنی پوری شان و شوکت سے تمام عالم میں لہرانے لگا

بعد آپ کی پردر شاہ ام مین نے کی اور آپ کے دادا عبدالمطلب نے آغوشِ تربیت میں لیا۔ اس کے دوبرس بعد آپ کے دادا نے بھی ۱۲۰ برس کی عمر میں سفرِ آخرت کیا تو آپ نو برس کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب (حضرت علیؓ کے والد) کے آغوش میں ہوئے۔

جب آپ کی عمر شریف ۲۵ سال کی ہوئی تو آپ نے حضرت خدیجہؓ بنت خویلد سے جو آپ سے ۵ سال بڑی تھیں اور ان کی عمر چالیس سال کی تھی پہلا نکاح کیا۔ بی بی خدیجہؓ سے تین لڑکے اور چار لڑکیاں زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔

## حلیہ

آپ نہایت حسین و جمیل تھے اعضاء نہایت مناسب تھے۔ زیادہ لمبے نہ بہت چھوٹے۔ آپ کا قد مناسب انداز کے ساتھ بلند تھا۔ شکل شاہانہ۔ سیاہ آنکھیں مثل مریخوں کے دانت، گورارنگ، سرخ رخسار، پیشانی کشادہ، تہتم کنال چہرہ رسی آواز۔ یہ آپ کا حلیہ مبارک ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق نہایت کامل تھا آپ نے ساری عمر میں کسی کو نہ مارا۔ مجلس میں جہاں جگہ ملتی وہیں تشریف رکھتے۔ عرض آپ صفاتِ حمیدہ کے مجموعہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فطرتاً تنہائی پسند تھے اسلئے آپ زندگی کے تمام جھگڑوں سے کنارہ کش ہو کر غارِ حرا میں عبادتِ الہی کیا کرتے تھے۔

یہ ایک سنت ہے کہ انبیاء علیہ السلام اپنی قوم میں عمر کے چالیسویں سال میں مبعوث ہوتے تھے۔ یہ عمر تو اسے طبع کے اعتدال کا زمانہ ہے

ہوں اور تم لوگ مجھ سے ملنے والے ہو میں تم کو اور مہاجرین کو نصیحت کرتا ہوں کہ باہم الفت و محبت سے زندگی بسر کرو جو شخص خدا کے لئے نیک کام کرتا ہے تو خدا اس کو سرفہندی دیتا ہے اور جب گناہ و معصیت کا فرنگ بھرتا ہے۔ تو پروردگار اسے چھوڑ دیتا ہے

اس کے بعد صرف ایک دن اور باہر تشریف لائے بیٹھ کر نماز پڑھی پھر کبھی باہر آنے کی نوبت نہ آئی

## وصال باری

الر ربیع الاول یکشنبہ کو مرض پڑھ گیا اور حضرت عائشہؓ نے دو شنبہ کے دن دیکھا کہ آپؐ کی آنکھیں چھت کی طرف ہیں اور آپؐ کی زبان سے اللہم فی السقیق الاعلا (یعنی اے اللہ مجھے رفیقِ اعلا میں شامل کر) کی صدا بلند ہو رہی ہے حضرت عائشہؓ سمجھ گئیں کہ اب حضورؐ اس عالم فانی سے رحلت فرمائیں گے چنانچہ آپؐ اسی روز بوقت چاشت ۶۳ برس ۴ دن کی عمر میں دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۳۰ سنہ ۶۳ مطابق ۱۱ جون ۳۰ سنہ میں عالم بقا میں رحلت فرما گئے

اذا حلت واذا الیسر لرجعون۔  
کسی نے یہ سچ کہا ہے

جب سے ہجرت کر گئے دارِ فنا سے مصطفیٰ  
عشری دنیا میں جینے کا مزا حبا مارا

## صحابہ کا اضطراب

حضورؐ کی وفات کی خبر سنتے ہی تمام صحابہ بے چین ہو گئے اور ان کے ہوش درست نہیں رہے حضرت عمرؓ نے جو اس قدر مضطرب تھے صاف کہہ دیا کہ نہیں حضورؐ کی وفات ہرگز نہیں ہوئی ہے صرف حضرت ابو بکرؓ و حضرت عباسؓ مطمئن تھے

وہ بجلی کا کرکھٹا یا صوت ہادی  
عرب کی زمین جس نے ساری ہلادی  
نئی اک گن دل میں سب کے لگا دی  
اک آواز میں موتی بستی جگا دی

## مرض وفات

آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی عیال اس طرح ہوئی کہ پہلے در بدر شروع ہو گیا۔ جب در در زیادہ ہو گیا تو آپؐ نے اپنی ازواج سے حضرت عائشہؓ کے مکان میں رہنے کی اجازت مانگی چنانچہ سب نے اجازت دے دی اور آپؐ وہاں (حضرت عائشہؓ کے گھر) تشریف لے گئے حضورؐ کی عیال جب روز بروز ترقی کرنے لگی تو مسجد میں تشریف لے جانا دشوار ہو گیا چنانچہ آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو امامت کرنے کا حکم دیا۔

ایک روز حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عباسؓ انصار کی مجلس کے پاس سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ وہ لوگ نالہ و بکا کر رہے ہیں انہوں نے دریافت کیا کہ کیوں روتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یاد آتی ہے حضرت عباسؓ نے اس کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ اس کے بعد ایک روز آپؐ سر پر پٹی باندھے ہوئے حضرت عائشہؓ و حضرت فضلؓ کے مہارے مسجد میں تشریف لائے۔ انہیں ہست و منت کے باعث منبر کے پہلے ہی رہنے پر بیٹھے اور حسب ذیل خطبہ فرمایا۔

وہ اے لوگو مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تم لوگ اپنے نبیؐ کی وفات سے ڈرتے ہو کیا آج سے قبل اس دنیا فانی میں ہمیشہ کوئی نبی اپنی امت کے ساتھ رہا ہے۔ پس ہمیں یہ یقین کرنا چاہیے کہ میں اپنے پروردگار سے ملنے والا

حضرت ابو بکرؓ نے ایک خطبہ فرمایا جس سے سب لوگوں کی تسکین ہوئی وہ خطبہ یہ ہے :-

جو لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پرستش کرتے تھے پس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہو گیا لیکن جو لوگ اللہ کی پرستش کرتے تھے پس اللہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا جس طرح آج سے قبل دنیا کے اور بہت سے انبیاء گزر گئے اسی طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ایک رسول تھے۔ کیا وہ وفات پا گئے تو تم دین سے پھر جاؤ گے یقیناً جو پھر جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ دین پر قائم رہنے والوں کو جلد بدلہ دے گا۔

اس وعظ کے ختم ہوتے ہی تمام لوگوں کا اضطراب جاتا رہا۔ انھوں نے حضرت عمرؓ کو بہت زیادہ پریشان حال تھے فرماتے ہیں کہ گویا میں نے اس سے پہلے اس آیت کی تلاوت ہی نہیں کی تھی۔ اس موقع پر وہ آیت بروقت آپ کی زبان سے اس طرح ادا ہوئی کہ حاضرین میں سے کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ آیت قرآن شریف میں موجود ہے

## تسکین و تسکین

نخس مبارک بدھ تک رکھی رہی۔ پھر آپ کو غسل دیا گیا اور آپ کو کفن پہنا کر آپ پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور کی شب کو تقریباً ۳۳ گھنٹے بعد از وفات حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں جہاں آپ نے انتقال فرمایا تھا دفن ہوئے قبر مبارک زمین سے ایک بالشت اونچی رکھی گئی۔

## بیکرِ حلم و عفو

سیادت اور امارت کی پہلی صفت حلم و عفو ہے آقاؐ نے زندگی کے کسی لمحہ میں یہ صفت ہاتھ

سے نہ جانے دی۔ اصحاب تاریخ و ارباب سیر کا متفقہ قول ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زندگی میں کسی سے انتقام نہیں لیا کسی کی سختی کے ساتھ گرفت نہیں فرمائی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضورؐ سرور کائنات نے ایک فرد واحد سے بھی ذاتی معاملہ میں بدلہ نہیں لیا وہ کبھی برائی کا جواب برائی سے نہیں دیا۔ البتہ جس وقت احکام الہی و شریعت حقہ کی تفسیح و تذیل ہوتی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جاری فرماتے۔

آپؐ نے تمام کفار اور جہلائے عرب کی سختیاں، جو دہم تشدد و جبر نہایت صبر و شکر کے ساتھ کبھی انتقام نہیں لیا۔ اللہ اکبر جل جلالہ و اعظم شانہ۔

سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل توبہ نصوح کے ساتھ حاضر ہوتا ہے اور معاف کر دیا جاتا ہے غزوہ حائف کے وہ دشمنان سیدہ قطب جو سنگاری کی مشق میں سخت کش مجذوقوں کو استعمال کر رہے تھے اس عہدِ حلم و بیکر عفو کی طرف سے صرف اس قدر بدلے کے مستحق تھے کہ ان کے لئے لب رحمۃ اللعالمین سے یہ دعا نکل رہی تھی: "خدا یا یہ عقل کے

جوہر سے عاری ہیں ان کو سمجھنے کی طاقت دے یہ ہدایت سے دور ہیں ان کو سلا متکہ اسلام پر سر نیاز ختم کرنے کی توفیق عطا کر اللہ اللہ مستجاب الدعوات ہستی کا نالہ کیونکر بیکار جاتا۔

موجب الدعوات اُن حریفانِ تنم کو کشش کے قلوب الٹ دیتا ہے اور عقوڈ سے ہی عرصہ کے اندر استانہ اسلام کے پرستار بن جاتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

قریش کے معذروادِ مکبر سرور اپنی پوری قوموں اور آئندہ ذرائع کے ساتھ حضورؐ کی راہ تبلیغ و اعلائے کلمۃ اللہ میں جبر و تشدد روا رکھتے۔ زبانیں مبد و شتم کے میدان میں پوری سرعت کے ساتھ جولائیاں کرتیں۔ ہاتھ جوہر و شتم کی مشق میں

# کَلَامُہُنَّ عَلَیْہَا وَاسْلَامُہُنَّ

**انتخابات**۔ نہایت رنج و الم سے اطلاع دی جاتی ہے کہ حافظ محمد خلیل الرحمن صاحب ادیس کوٹ اڈو ساکن جھادریاں عین عالم جوانی میں بھروسہ سال انتقال فرما گئے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم مولوی سعید احمد صاحب بگڑی کے داماد تھے اور کوٹ اڈو میں ادیس کوٹ تھے اور بخیر و عافیت گھر سے عازم سفر ہوئے کہ اچانک پیٹ میں درد شدید ہوا۔ یہ سمجھا گیا کہ معمولی درد ہے مگر درد شدید ہو گیا اور اختیار کرنا گیا۔ تو علاج کے لئے نیشنل ہسپتال ملتان میں بھیجے تو وہاں پینٹنزل کے بڑھنے کی بیماری تشخیص کی گئی۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ فوری آپریشن کیا جائے چنانچہ نیشنل ہسپتال میں ہی آپریشن کر گیا۔ مگر انوس کے آپریشن جان لیوا ثابت ہوا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم حافظ قرآن تھے۔ نماز کی پابندی، احکام شریعت سے محبت اور عزیمتوں کی امداد، دینی مدارس کی سرپرستی اور امداد کا شوق تھا۔ اللہ کریم ان کی مساعی جیلہ کو قبول فرمائے اور ان کی قبر پر تاقیام قیامت اپنی رحمت کے پھول برساوے۔

مرحوم اپنے بچے ایک بیوہ۔ ایک والدہ۔ دو بیٹے اور دو بچیاں اور ایک وفادار قدیمی خادم محمد بخش کو غم کھانے کے لئے چھوڑ گئے۔

مولوی غلام محمد سہروردی خطیب مٹو بھائی سے اطلاع دیتے ہیں۔

کہ مورخہ بیگم ۸۱ کو حضرت محترم پیر قطبی شاہ صاحب کے فرزند ارجمند مرید حسین شاہ صاحب بعارضہ نمونیا انتقال کر گئے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

## ادارہ شمس الاسلام

دارالعلوم عزیز نیہ میں مجلس نعت قرآن منعقد کر کے طلبائے دارالعلوم عزیز نیہ نے مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب کیا اور دعائے مغفرت کی گئی کہ اللہ کریم پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومین کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ)



# آفتاب علم و فائن کا غروب

ہرگز نہ میر داک کہ دلش زندہ شد بعشق؛

ثبوت است جبر سیدۃ عالم دوام ما

علمی اور دینی حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و الم کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ حضرت مولانا حکیم عبدالحمید صاحب سنی  
(۱۸/۹) بیڈن روڈ لاہور، بروز چار شنبہ تاریخ ۲۴ اگست اس دار فانی سے انتقال فرما گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی وفات فی الواقعہ ایک مومن اور اللہ والے کی وفات تھی انہیں کوئی عارضہ نہ تھا۔ نماز صبح ادا کرنے  
کے بعد مرحوم اپنے معمول کے مطابق مراقبہ اور ادراد سے فارغ ہوئے اور لیٹج لے کر کرسی پر بیٹھے تھے کہ اچانک  
حرکت قلب بند ہو جانے سے رائی ملک عدم ہوئے۔

قسمت مگر کہ کشتہ نیم شیر عشق یافت

مرگے کہ زندگان بدعا آزد کنند

مرحوم کی پوری زندگی سنا ہے کہ ان کے دل میں بے پناہ دینی جذبہ اور ملت کا درد موجود تھا۔ آپ علمی گروہ  
میں بی۔ ایس۔ سی کے طالب علم تھے کہ تحریک خلافت شروع ہو گئی مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی آواز پر  
لبیک کہتے ہوئے آپ نے تعلیمی سلسلہ منقطع کر دیا اور تحریک میں شامل ہو گئے آپ ضلع سرگودھا میں تحریک خلافت  
کے روح رواں تھے آپ نے کبھی تحریک کے لئے جان و مال خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ ہر قسم کی قربانیوں  
کے لئے آمادہ رہے۔

یہ تحریک جب ختم ہوئی تو آپ نے فن طب کی تحصیل کے لئے مسیح الملک حکیم اجل خان دہلوی کا طلبہ اختیار کیا۔ وہاں  
کئی سال رہے اس کے بعد کچھ مدت مولانا حکیم عبدالرہمٰن صاحب بکھروی سے بھی استفادہ کیا۔ اور پھر وہیں تقریباً  
پانچ سال مطب کیا۔

اس زمانہ میں آپ برصغرت کا غلبہ ہوا۔ اور سلوک حاصل کرنے کی خواہش اس قدر زیادہ ہوئی کہ آپ نے  
مطب چھوڑ دیا اور حضرت قیوم زبان مجدد دوران مولانا ابوالاسعد احمد لڑ اللہ مرقدہ کے پاس خانقاہ سرا جیبہ  
مجدوہ کنڈیاں ضلع میانوالی میں اقامت اختیار کر لی۔ اپنے زمانہ قیام میں انہوں نے خانقاہ شریف میں مدرسہ قرآنیہ  
کی بنیاد رکھی اور قرأت و حفظ کی تعلیم کے لئے بہترین قاری حضرات کی خدمات حاصل کیں۔

کئی سال خانقاہ شریف میں قیام کرنے کے بعد آپ نے حضرت ربیعہ المحارثین مولانا محمد عبداللہ صاحب سے دستارِ فضیلت حاصل کی اور اس طرح وہاں سے رشد و ہدایت کے شیخ طریقت بن کر نکلے۔ خانقاہ شریف چھوڑنے کے بعد آپ نے لاہور میں مستقل سکونت اختیار کی اور وہیں مطبِ نائٹم کید اب آپ نہ صرف جسمانی بیماریوں کا علاج کرنے والے ایک ماہرِ مرنِ طبیب تھے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہی آپ نے روحانی علاج کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور سلوکِ مجددیہ کے مدارج اس کے طالبین کو طے کرواتے رہے اس عرصہ میں آپ نے اپنے آپ کو تئیس ظاہر نہیں ہونے دیا اور حقے الامکان پوشیدہ رہنے کی کوشش کی۔

لاہور کے زمانہ قیام میں آپ نے تصوف کی کئی نمایاں کتابیں اپنی زیرِ نگرانی طبع کروائیں۔ مثلاً ارشادِ اطالبعین ایضاح الطریقہ، کنز الہدایات، مبداء و معاد اور مکاتیب شریفہ شاہ غلام علی دہلوی۔ مرنِ طب پر آپ نے اپنے تجربہ کا پتھرِ کلیاتِ سیفی میں جمع کیا۔ مگر یہ کتاب ابھی مسودات میں پڑی ہے اس کے شائع کرنے کی نوبت نہیں آئی۔

وفات سے چند سال پیشتر آپ نے مکتوباتِ مجددیہ و مکتوباتِ معصومیہ طبع کروانے کا عظیم الشان کام اپنے ذمہ لیا۔ اس مقصد کے لئے لاہور کے چوٹی کے کاتبوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ کتابت کا کام بیشتر ختم ہو چکا تھا اور اب آپ ان مکتوبات کی نہایت عمدہ طباعت کے لئے جرمینی جانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ داعی اجل کا پیغام آپہنچے

سے آں قدرج شکست دآں ساقی نہماند  
مکتوبات شریف کی تصحیح و کتابت کا کام ایک انتہائی کٹھن کام تھا جس کا اندازہ قارئین نہیں کر سکتے  
سے کجا داند حال ماسک سائرین ساحل ہا

مرحوم نے اپنے پیچھے چار بچے نجیب احمد سیفی، بصرہ لاسال، حبیب احمد بصرہ، سال، حبیب احمد بصرہ، سال اور نسیم احمد بصرہ ۱۲ سال اور دو بچیاں چھوٹیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی دراز کرے اور انہیں زمانے کی تکالیف سے محفوظ رکھے۔ آمین

## کمال الحسین کی عترت

میں مرحوم کے لئے ختم قرآن پاک کیا گیا۔ ہم بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ اللہ کریم اُن کی قبر پر تاقیامت رحمت کے پھول برسائے۔ اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور مرحوم کے پسماندگان کو صبرِ جمیل مرحمت فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

# اُسوۂ حسنہ

حضرت مولانا محمد عبد الوہاب صاحب عندلیب

## دیارِ نبوت

۲۔ جو شخص آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا آپ اس سے ایسی محبت سے پیش آتے کہ اس کو یہی گمان ہوتا کہ سب سے زیادہ مجھ پر کرم فرما ہیں۔

۳۔ مجلس میں بیٹھنے والے تمام لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور کسی شخص کو اس کی شکایت نہ ہوتی تھی کہ آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔

۴۔ آپ سب کے حالات دریافت فرمایا کرتے اور حسب ضرورت سب کو حاجت براری کرتے تھے۔

۵۔ آپ کسی کو معمولی خطاب سے مخاطب نہ فرمایا کرتے بلکہ اپنے اصحاب کو ان کی خاطر اور دلداری کے لئے کینتوں سے پکارتے اور جس کی کینت نہ ہوتی اس کی کینت آپ مقرر فرماتے۔ پھر اور لوگ بھی اس کو اسی کینت سے پکارتے۔

۶۔ مجلس میں بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے اور نامعقول بات زبان پر نہ لاتے۔

۷۔ جو کوئی بڑا لفظ بولتا اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے اور جو لفظ آپ کو برا معلوم ہوتا اور مجبوری کہنا پڑتا تو اس کو ملاحظہ نہ فرماتے، اشارۃً ارشاد فرماتے۔

آپ کو بادشاہ تسلیم کئے جاتے تھے اور آپ کو وہ قدر حاصل تھا جو کسی بادشاہ کو نصیب ہونا ناممکن ہے لوگ آپ پر دل و جان سے والہ و شیدا تھے سب کے دلوں میں آپ کی معرفت و عظمت بے حد تھی تاہم آپ کا دربار شاہانہ دربار نہ تھا بلکہ ایک درویش حقیقی کی مجلس تھی جہاں سب شاہ و گدا معنی و مفلس تواکر و نادار اپنے داعی، حاکم و محکوم، برابر اور مساوی درجے کے تھے آپ کے دربار میں خدم و خشم اور جو بدار و دربان کی ضرورت نہ تھی جن کا جی چاہتا بڑی آزادی سے حاضر ہو سکتا تھا آپ اپنی مجلس مبارک میں بہت سی باتوں کا لحاظ فرمایا کرتے جن کی وجہ سے لوگ آپ کی محبت اور مجلس میں بیٹھنے کے دل سے عاشق تھے ان میں سے چند باتیں بیان کی جاتی ہیں:-

۱۔ آپ کے پاس جو شخص آتا آپ اس کی بہت تعظیم فرماتے اس کی خاطر بجالاتے تھے کہ جن سے کسی طرح کی قربت نہ ہوتی ان کے لئے بھی اپنی چادر مبارک پھا کر اس پر بٹلاتے اور جو تکبیر آپ کے نیچے ہوتا تھا اس کو نکال کر اس کے حوالہ فرماتے وہ اس کے لینے سے اٹھ کر تا تو آپ قسم دیتے کہ اسی پر تکبیر لگا کر بیٹھے۔

۱۷۔ جب کوئی اجنبی آپ کی مجلس میں آجاتا تو آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کے تمام حالات دریافت کرنے کی کوشش فرماتے تھے جب کسی اجنبی سے باتیں کرتے تھے تو گفتگو کا سلسلہ جب تک اس کی طرف سے قطع نہ ہو جاتا تھا آپ خود قطع نہیں کرتے تھے۔

۱۸۔ جب کسی حاجت مند کو کچھ عطا فرماتے تو اپنے ہاتھ سے اُسے دیتے تھے جس کی دھڑ سے وہ زیادہ احسان مند ہوتا تھا۔

۱۹۔ آپ کی مجلس میں خواہ کیا ہی ادنیٰ درجہ کا آدمی حاضر ہو۔ آپ اس کے مفلس اور اپاہج ہونے کے سبب سے اس کو حقیر نہ جانتے تھے۔

۲۰۔ حالتِ رضا اور رغبت میں آپ بجز بیچ کے اور کچھ نہ فرماتے تھے۔

۲۱۔ مجلس میں کانا پھوسی کرنے کو سخت منع فرماتے تھے  
۲۲۔ جب کوئی پینر مجلس میں تقسیم فرماتے تو سب سے پہلے اپنے دائیں طرف سے شروع فرماتے۔ بائیں طرف خواہ کیسے ہی بڑے آدمی بیٹھے ہوں آدابِ مجلس کے لحاظ سے ان کی پرواہ نہ کرتے تھے اگر کبھی ایسا موقع ہوتا۔ کہ کوئی چیز بائیں طرف والے کو دینی مناسب ہوتی تو دائیں طرف والے سے فرماتے تھے کہ حق تو تمہارا ہی ہے مگر تم اپنے آپ پر اپنے بھائی کو ترجیح دو تو مناسب ہے، وہ اگر اجازت دیتا تو آپ اس کو دیتے ورنہ دائیں طرف والے ہی کو عطا فرماتے  
۲۳۔ مجلس میں آپ ہمیشہ خندہ رو اور نرم طبیعت اور نرم مزاج رہتے۔

۲۴۔ مجلس میں خواہ خواہ اپنی تعریف سننے کے متمنی نہ ہوتے

۲۵۔ جتنے لوگ مجلس میں موجود ہوتے ان میں سے آپ ہر ایک کو پورا حصہ دیا کرتے یہاں تک کہ آپ کے پاس

۸۔ کسی کی نسبت اگر شکایت ہوتی کہ فلاں شخص نے کوئی بُرا کام کیا ہے یا کسی کی کوئی حرکت ناپسند ہوتی تو اس کا نام لے کر نہ کہتے بلکہ عام طور پر اس کام کی بُرائی فرما دیتے۔ تاکہ لوگوں کو اس کام کی بُرائی بھی معلوم ہو جائے اور اس شخص کا پردہ بھی رہے۔

۹۔ جب تک دوسرا اپنی بات کو پورا نہ کر لیتا آپ اپنی زبان کو نہ کھولتے تھے اسی طرح آپ خاموش ہو جاتے تو آپ کے پاس بیٹھنے والے بولتے۔ آپ کی مجلس میں ایک دوسرے کی بات نہ کاٹتا۔

۱۰۔ آپ جب نصیحت فرماتے تو خیر خواہی کے ساتھ اس طرح نصیحت فرماتے کہ کسی پر شاق نہ ہو۔

۱۱۔ آپ اپنے اصحاب کے رد و سب سے زیادہ تبسم فرماتے اور ان کی باتوں پر زیادہ تعجب ظاہر فرماتے اور ان سے مل جل کر رہتے اور بعض اوقات اس قدر خندہ فرماتے کہ آپ کی پکیاں کھل جاتیں۔

۱۲۔ اگر کوئی شخص مجلس میں حاضر ہوتا تو آپ اس کے لئے جگہ نکالنے کی کوشش فرماتے اور اپنے صحابہ سے فرماتے کہ اپنے بھائی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو۔  
۱۳۔ آپ اکثر قبلہ رخ بیٹھا کرتے تھے۔

۱۴۔ مجلس مبارک میں ہر ایک شخص کو آزادی حاصل ہوتی تھی کہ جو شخص جو بات پوچھنا چاہے وہ پوچھ لے۔ چنانچہ لوگ اگر مسائل پوچھا کرتے اور آپ حسبِ حیثیت مسائل کو جواب دیا کرتے تھے۔

۱۵۔ جب آپ کسی سے مصافحہ کرتے تو جیت تک وہ اپنا ہاتھ خود علیحدہ نہ کرے آپ نہیں چھوڑتے تھے۔

۱۶۔ جب آپ کسی سے مخاطب ہوتے تو آپ کا پورا چہرہ اس کی طرف ہوتا تھا۔

تھی۔ جو شخص ایک دفعہ اس پاک مجلس میں بیٹھ جاتا ہے پھر اس کا مزاج نہ بدلتا۔

آپ کی حیات طیبہ میں آپ کی تعظیم و توقیر صحابہ کرام کے دلوں میں ایسی موجزن تھی کہ کسی دوسرے نبی کے حالات میں لینی ناممکن ہے یہ سعادت و شرف خدائے پاک نے آپ کے صحابہ کو بالخصوص عطا فرمایا تھا آپ کے صحابہ آپ کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے حضور کے روبرو بات نہ کر سکتے تھے اگر کچھ دریافت کرنا ہوتا تو رسول مٹوی رکھتے۔ یا نبی بدوی کی فکر میں رہتے کہ وہ اگر حضور سے کچھ پوچھے اور ہم استفادہ کریں جعفر کی تعظیم و اہلال کے باعث خود دریافت نہ کر سکتے۔ اسی تعظیم و توقیر کا نتیجہ تھا کہ صحابہ برب آپ کی مجلس مبارک میں اگر بیٹھتے تو بالکل بے حس و حرکت سر نہ بچا کئے ہوئے بیٹھتے رہتے کبھی نگاہ اٹھا کر حضور کی طرف نہ دیکھتے اور حضور کے روبرو کبھی بلند آواز سے گفتگو نہ کرتے۔

۲۔ چنانچہ شہداء میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم کو کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا اور نہ میری نظر میں آپ سے زیادہ کوئی بزرگ نظر آتا تھا لیکن آپ کی تعظیم و تکریم کی وجہ سے میں نے کبھی آپ کی جانب نظر نہ بھرا تھا دیکھا اور اگر میں چاہوں کہ میں آپ کا حلیہ مبارک بیان کروں تو یہ امر میرے اختیار کا نہیں ہے کہ میں اس کو بیان کر سکوں کیونکہ میں نے کبھی آپ کو نظر نہ کر دیکھا ہی نہیں

۳۔ اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں باہر تشریف لاتے۔ تمام مہاجرین و انصار عود بے بیٹھے رہتے ساری مجلس میں صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عمر ابن الخطاب (رضی اللہ عنہ) ،

بیٹھے دلوں میں سے کوئی شخص یہ خیال نہ کرتا تھا کہ آپ کے نزدیک کوئی اور شخص بھی اس سے زیادہ بزرگ ہے۔

۲۶۔ جو شخص آپ سے سوال کرتا، آپ یا تو اس کا سوال پورا کرتے یا اسی کو نرمی سے جواب دیدیتے۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہ ہوتی۔

۲۷۔ مجلس میں کسی کو خواہ مخواہ کی شکایت اور بدگوئی کی اجازت نہ تھی۔ بلکہ مجلس مبارک میں امانت اور حیا اور نیکی کی گفتگو ہوتی تھی۔

۲۸۔ آپ مجلس مبارک سے اٹھتے یا بیٹھتے تو ذکرِ اہلی کرتے تھے۔

۲۹۔ آپ کے اصحاب بھی آپ کی توقیر و تعظیم اور صفاتِ نبویہ کی تبلیغ کی وجہ سے مجلس مبارک میں زور سے نہیں ہنستے تھے لوگ آپ کے سامنے بلند آواز سے باتیں نہیں کرتے تھے اور وہاں کسی قسم کی نازیبا اور ناپسندیدہ گفتگو نہیں کی جاتی تھی۔

۳۰۔ آپ جب کلام فرماتے تھے تو سب اہل مجلس ادب سے سر جھکا لیتے تھے اور بالکل سکوت ہو جاتا تھا جب مجلس میں کوئی شخص بات کرتا تو سب لوگ اس کے لئے خاموش ہو جاتے جب تک وہ اپنی بات پوری نہ کر لیتا کوئی اپنا لب نہ ہلاتا تھا۔

۳۱۔ اگر کسی بات پر سب لوگ خوش ہوتے تو آپ بھی خوشی کا اظہار فرماتے اور اگر اہل مجلس کسی بات پر تعجب کرتے تو آپ بھی اظہار تعجب فرماتے اور آپ مسافر اور غریب الوطن کی سنتِ عامی (جو اس کے آداب مجلس کے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی تھی اس) پر صبر کرتے اور فرماتے کہ جب تم کسی ذی حاجت کو دیکھے کہ وہ کچھ طالب ہے تو اس کی مدد کرو۔

غرض آپ کی مجلس اعلیٰ درجہ کی مہذب اور پاکیزہ مجلس

نے کچھ جواب نہ دیا۔ اتنے میں طلحہ حاضر ہوئے آپ نے فرمایا ایسے انہیں لوگوں سے ہیں جنہوں نے اپنی حاجت پوری کر لی۔ (شفاء المواہب لدنیہ)

۹۔ وہب بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بھول کر دیکھا کہ آپ کے وضو کا پانی لے رہے تھے اور لوگ چھٹ چھٹ کر وہ پانی منہ پر ملتے تھے اور جسے نہ لیا وہ دوسرے کے ترہا تھا سے اپنے ہاتھ کو تر کر کے منہ پر ملتا تھا۔

(بخاری شریف)

۱۰۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں اتفاق سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا آپ اس وقت ابلیج میں تھے دوپہر کے وقت ایک خیمہ کے اندر تشریف رکھتے تھے حضور دیر کے بعد (حضرت، بلالؓ باہر نکلے اور انہوں نے آذان کہی اس کے بعد انہوں نے حضور کے وضو کا پکا پکا پانی نکالا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اُسے لینے لگے۔

(بخاری شریف)

۱۱۔ اسامہ بن شریک کا بیان ہے کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپ کے گرد آپ کے اصحاب ایسے بیٹھے ہوئے تھے گویا ان کے سروں پر پرند ہیں۔

(شفاء، بخاری شریف)

۱۲۔ اس امر کا اعتراض دشمنوں نے بھی کیا تھا چنانچہ صلح حدیبیہ کی شرائط کے طے ہونے سے پہلے قریش کا ایک سردار عروہ بن مسعود اہل مکہ کا سفیر بن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اشارہ گھٹکوں اس نے آپ کی ریش مبارک کو ہاتھ لگانا چاہا۔ دیکھ کر بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے، میسرہ ابن شعبہ آپ کے پیچھے

ہی آپ کی طرف نظر کرتے تھے اور آپ ان دونوں کی جانب نظر فرماتے اور یہی دونوں حضرات آپ کو دیکھ کر بے رحم فرماتے جبہ ان دونوں بزرگوار کا یہ حال تھا تو باقی صحابہ کا کیا پوچھا ہے (شفاء)

۴۔ حدیبیہ کے سال جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دعوت اسلام و تربت قوا علیہ کے لئے قریش کی طرف بھیجا تو قریش نے حضرت عثمان غنی کو طواف کی اجازت دی۔ انہوں نے طواف سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ۔

مَا كُنْتُ لِأَفْضَلِ حَتَّى يَطُوفَ فِي طَوَافٍ مَكْرُومٍ كَأَجْبِ مَكْرُومٍ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوَافٍ مَكْرُومٍ لَيْسَ لَكَ -

۵۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے مبارک بال اتار رہا ہے اور آپ کو آپ کے اصحاب نے گھیر لیا تھا وہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی بال گرنے پائے۔ (شفاء)

۶۔ حدیث میسرہ میں ہے کہ آپ کے اصحاب ناخنوں سے اپنا دروازہ کھٹ کھٹاتے تھے۔ (یعنی بہت آہستہ سے) اور حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ جب میں کسی امر کو حضور انورؐ سے پوچھنا چاہتا تھا تو آپ کی ہیبت (اور جلال) کے باعث میں اس کو برسوں ٹالتا تھا۔

(مواہب لدنیہ و شفاء)

۸۔ حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے ایک جاہل اعرابی سے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھو کہ مگر حق تعالیٰ نے مجھ سے کیا مراد ہے؟ اعرابی سے کہنے کی یہی وجہ تھی کہ صحابہؓ آپ کی ہیبت و وقار کا ایسا غلبہ تھا کہ آپ سے خود بات نہیں پوچھ سکتے تھے۔ اس نے عرض کیا۔ لیکن آپ

امام مالکؒ نے سن کر جواب دیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیوں منہ پھرتے ہو۔ وہ تو تمہارے اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے تمامت تک اللہ کی جناب میں وسیلہ ہیں تم انہیں کی جناب میں توجہ کرو اور انہیں سے اپنی ہر حاجت اور مراد میں شفاعت چاہو اور وسیلہ بناؤ اللہ تعالیٰ تمہاری شفاعت کو قبول فرمائے گا کیونکہ اس نے خود ہی ارشاد فرمایا ہے۔

وَكُلُوا تَهْتَمُوا إِذَا ظَلَمْتُمْ (اے پیغمبر! جب ان لوگوں نے انفسہم جاؤ اور ظلم کیا تو تضرع کرو) (تمہاری نافرمانی کر کے) اپنے اوپر احلہ واستغفر لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ ظلم کیا تھا تو تمہارے پاس آ کر اجدوا حلہ لہم لولا جاحیم۔ جاتے اور خدا سے معافی مانگتے (پیش کش ۸) اور رسولؐ دینے تم بھی ان کی معافی چاہتے تو یہ لوگ، دیکھ لیتے کہ اللہ براہی تو قبول کرنے والا مہربان ہے۔

لکھا ہے کہ ایک بار ایک اعرابی حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے پاس آگیا اور آکر عرض کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا پھر کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا حضورؐ کے بعد خلیفہ ہوں۔ چونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ صدیق اکبرؓ کو ادب و تعظیم محبوب نے اجازت نہ دی کہ اپنے آپ کو اس لفظ کے مصداق سمجھیں۔ بلکہ اس کو ایسے طور سے بدلا کہ جس میں مادہ خلافت تو باقی رہے اور ادب بھی ہاتھ سے نہ جائے حالانکہ آپ کی خلافت قطع نظر جماع کے خود اس حدیث سے کنا نہ ہو مگر مراحتاً ثابت ہے (مکتبہ اسلامی)

۱۵۔ ابی الجہدث سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مرثان نے جابر بن اشعثؓ سے پوچھا۔ تم پڑھے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ انہوں نے جواب دیا:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صالح کھڑے تھے جب عہدہ کا ہاتھ ریش مبارک کی طرف بڑھتا تھا وہ تلوار کی کوئی سے اُسے ہٹا دیتے اور کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش سے ہاتھ اپنا ہٹا لے۔

بہر حال جب وہ وہاں سے اپنے لشکر میں واپس آیا۔ تو ساقیوں سے کہنے لگا: "اے قوم! میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں اور میں قیصر و کسریٰ اور بختی کے پاس سفیرین کر گیا ہوں مگر خدا جانتا ہے کہ میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ان کی عزت اور ادب کرتے ہیں۔ واللہ وہ اگر تھوکتے بھی ہیں تو وہ بھی زمین پر نہیں گرنے پاتا۔ اور لوگ اُسے ہاتھوں ہاتھ لے کر منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے گرے ہوئے پانی کے لئے جان دیتے ہیں اور جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو تعمیل ارشاد کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وہ بات کرتے ہیں تو ان کی آوازیں دہری ہو جاتی ہیں اور فرط تعظیم و تکریم سے ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے اور کبھی ان سے آنکھ نہیں ملاتے انہوں نے تم کو امن کا پیام بھیجا ہے تم کو چاہیے کہ اسے قبول کر لو۔

(بخاری شریف و شفاء)

۱۶۔ ابن حمید سے مروی ہے کہ ایک بار ابو جعفرؓ نے امام مالکؒ سے مسجد نبوی میں مباحثہ کیا۔ مباحثہ میں ان کی آواز بلند ہونے لگی۔ امام مالکؒ نے فرمایا۔ اس مسجد میں آواز کو بلند نہ کرو۔ کیونکہ خدا نے بزرگ و بلند نے حضورؐ کی آواز پر آواز بلند کرنے کو منع فرمایا اور حضور اکرمؐ کے احترام کو نگاہ رکھنے والوں کی تعریف اور بے ادبوں کی مذمت فرمائی ہے اور حضورؐ کی حرمت بعد وراثت بھی مثل حیات ہی کے لازم ہے یہ سن کر ابو جعفرؓ نے حضورؐ و شروع اختیار کیا اور امام مالکؒ سے استفسار فرمایا کہ میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں یا حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب؟



۲۰۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کے کسی راستہ میں دیکھا جو کچھ جنب تھا اس لئے دیکھتے ہی چھپ گیا اور بعد میں غسل کر کے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ابوہریرہؓ! تم کہاں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے نہانے کی حاجت تھی اس لئے آپ کے ساتھ بغیر عہارت کے بیٹھنے کو کہہ سمجھا۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ مسلمان جس نہیں ہوتا۔ (بخاری شریف)

۲۱۔ لکھا ہے کہ حضرت امام مالک بن انسؒ نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان فرماتے تو پہلے وضو کرتے اور کپڑے وغیرہ پہن کر راستہ پر جاتے پھر حدیث شریف بیان فرماتے۔ اور جب کوئی شخص دروازے پر آتا تو بوڑھی کو بھیج کر دریافت فرماتے کہ تم کیوں آئے ہو؟ کوئی حدیث پر چھٹے آئے ہو یا مسائل فقہ؟ اگر وہ کہتا کہ مسائل فقہ تو آپ اسی حالت سے باہر آکر اسے مسئلہ بتاتے۔ اگر وہ کہتا کہ حدیث پر چھٹے آیا ہوں۔ تو آپ غسل خانہ میں جا کر غسل فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے خوشبو لگاتے۔ عامہ باندھتے۔ مہر چادر اوڑھتے اور ان کے واسطے خاص اس وقت کے لئے ایک کرسی بچھائی جاتی اس پر آپ اگر شریف رکھتے اور نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ حدیث بیان فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے خوشبو سلگتی رہتی۔

۲۲۔ مصعب ابن عبد اللہؓ فرماتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے یا ان کے پاس حضور کا ذکر کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپؐ مرجھا جاتے۔ یہ سب کچھ محض حضورؐ کی تعظیم و تکریم کے لئے ہوتا اور آپؐ کی ایسی حالت ہو جاتی کہ آپ کے ہم نشینوں کو گراں گزرتا۔ ایک دن لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا۔ جو حضورؐ کی رفعت و عظمت مکان میں جانتا ہوں۔ اگر

اکبر منی و اناس منہ ولد بڑے تھے اور میں عمر میں بڑا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے کہ آپؐ کی ولادت شریف و سلیم عام الفیل و وقفت سہ فیل میں ہے اور مجھے یاد ہے نبیؐ و اہل علیؓ و اہل بیتؓ الفیل کے میری والدہ مجھے لے کر اسی ہاتھی حیلہ اعقل۔ کی لید کے پاس کھڑی تھیں۔

۱۶۔ حضرت عثمان غنیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جی انہیں قبائٹ سے اسی قسم کا سوال کیا تھا۔ کہ آپؐ بڑے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہا وسلم اکبر منی وانا و سلم مجھ سے اکبر (بڑے) تھے اقتلامونہ فی المیلاد۔ اور ولادت میری پیشتر ہے۔ (دلائل البرۃ)

۱۷۔ لکھا ہے کہ یہی سوال کسی نے حضرت عباسؓ سے کیا تھا۔ آپؓ نے سن کر جواب میں فرمایا۔ ہوا اکبر منی وانا اول قبلہ اکبر (بڑے) تو حضرت ہی تھے لیکن میں آپؐ سے پیشتر پیدا ہوا۔

۱۸۔ یزید بن الاممؓ سے مروی ہے کہ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی استفسار فرمایا۔ اور انہوں نے بھی اسی قسم کا جواب عرض کیا جتنا پُر آپؐ نے عرض کیا۔

قال انت اکبر واکبر مروی آپ اکبر اور اکرم ہیں اور عمر اذا لاسن منک میری کچھ زیادہ ہے۔

۱۹۔ حضرت عثمان غنیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اپنا سیدھا ہاتھ آپ کے دست مبارک سے لایا ہے تو اس دن سے پھر کبھی اس ہاتھ سے شرمگاہ کو نہیں چھوؤں۔ (کنز العمال)

تم اُسے جانتے تو ہرگز تم اپنی دیکھی ہوئی پر انکار نہ کرتے۔  
۲۳۔ انہیں مصعب بن عبد اللہ کا دوسرا بیان ہے کہ میں نے حضرت جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ آپ نہایت ہنس مکھ تھے۔ مگر جب حضرت بنی کریم علی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ان کے نزدیک کیا جاتا تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا اور میں نے انہیں کبھی بلا وضو حدیث بیان کرتے نہیں دیکھا۔

۲۴۔ اسحٰب بن سہریک کا بیان ہے کہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر میں کجاوہ باندھا کرتا تھا ایک رات مجھے نہانے کی حاجت ہو گئی اور حضورؐ نے کوئچ کا لادہ فرمایا۔ اس وقت مجھے نہایت تردد ہوا کہ ٹھنڈے پانی سے نہالوں تو مارے سردی کے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے اور یہ بھی گوارا نہیں کہ ایسی حالت میں سواری مبارک کا کجاوہ اونٹنی پر باندھوں۔ مجبوراً کسی انصاری شخص سے کہہ دیا کہ کجاوہ باندھے پھر میں نے چند پتھر رکھ کے پانی گرم کیا اور نہا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اے اسحٰب! کیا سبب ہے کہ میں تمہارے کجاوہ کو متغیر پاتا ہوں؟ میں نے عرض کیا میں نے نہیں باندھا۔ آپؐ نے فرمایا کیوں؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اس وقت نہانے کی ضرورت تھی۔ اور ٹھنڈے پانی سے نہانے میں جان کا خوف تھا اس لئے کہی کہ کجاوہ باندھنے کے لئے کہہ دیا تھا۔

اسحٰب کا بیان ہے کہ اس کے بعد آیت شریفہ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَلْبَسُوا الدِّينَ وَالْجَنَّةَ مِثْلَ نَمُوتٍ  
تَقْرَبُونَ الصَّلَاةَ ۚ وَأَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ  
سُكَّارَىٰ إِلَىٰ تَوَلَّيْكُمْ عَفْوًا عَفْوًا سُبْحَانَكَ نَازِلُ الْهَبِ  
عَفْوًا۔

جس سے سفر میں تیمم کرنے کی اجازت ملے۔

(زرقانی شرح مواہب)

کیا ادب تھا کہ جس کجاوہ میں آپؐ تشریف رکھتے تھے اس کی لکڑی کو حالت جنابت میں ہاتھ لگانا گوارا نہ تھا۔ یہ ایمان ہی تھا جس نے (ایسے پاکیزہ خیالات ان حضرات کے دلوں میں پیدا کر دیئے تھے۔ جب لکڑیوں کا اس قدر ادب کیا گیا تو غور کیجئے کہ آپؐ کے دیگر معاملات کے متعلق تعظیم و توقیر کی کیا کیفیت ہو گی۔ سبحان اللہ ادب بڑی دولت ہے۔  
شہاد ادب جسد طاعت محمود  
طاعت بے ادب ندارد سود؛

ایسے ادب کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید نہیں کی تھی اور نہ حکم دیا تھا۔ مگر صحابہؓ سے سچی محبت نے یہ سب کچھ کر دیا اور حضورؐ نے اس کو جائز رکھا۔ اور حقیقت میں ادب ایک ایسا شے ہے کہ اپنا پورا اثر کرنے میں نہ منتظر امر ہے اور نہ محتاج فیض بلکہ اہل ایمان میں وہ ایک قوت و اسخ ہے جس کو خاص ایمان کے ساتھ تعلق ہے اور انتشار اس کا عظمت و وقعت اس شخص یا اس چیز کی ہے جس کے آگے ادب کرنے والا اپنے کو کم درجہ اور ذیل سمجھتا ہے۔

اعتماد  
چند چوبدریل کے باعث ماہ اگست کا اس اشاعت خیر  
سکا بدیں درجہ شکار ماہ اگست و ستمبر ۱۹۷۰ء کا اشاعت خیر کیا جا  
ماہ چاندین کرام معذور و معذور کا معذور و معذور  
(پنجب)

